

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَوْمَ نَدْعُوهُنَّ كُلَّ اُنْثٰی اَنْ اَسْرِبَ اِمَامِهِنَّ

جس دن ہم ہر جماعت کو اُس کے امام کے ساتھ بلائیں گے (اسراء، ۷۱)



پروفیسر ڈاکٹر محمد سجاد احمد

ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

۵۶۷۲-ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۲۲۲/۶۲۰۰۱

ادارہ مسعودیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (اسراء : ۷۱)
(جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے)

تقلید

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے : پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارہ مسعودیہ، ۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۶۲۰۰۰/۵۱۳۲۰

حقوق طباعت حق ناشر محفوظ ہیں

تقلید	۱- کتاب
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۲- مؤلف
حاجی محمد الیاس مسعودی	۳- طابع
ادارہ مسعودیہ، کراچی	۴- ناشر
اول	۵- اشاعت
۱۴۲۰ھ / ۲۰۰۰ء	۶- طباعت
ایک ہزار	۷- تعداد
پچاس روپے	۸- قیمت

ملنے کے پتے

- ۱- ادارہ مسعودیہ، ۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی (سندھ)
- ۲- مکتبہ رضویہ، آرام باغ روڈ، کراچی
- ۳- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور
- ۴- زاویہ، دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور
- ۵- مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور
- ۶- شبیر اورز، اردو بازار، لاہور
- ۷- المختار پبلی کیشنز، ۲۵-جاپان مینشن، ریگل، صدر، کراچی

حرف آغاز

(۱)

ہم روزانہ سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں :-

چلا ہم کو سیدھی راہ، راہ ان کی جن پر تو نے انعام فرمایا

دعا کے ان بولوں سے معلوم ہوتا ہے کہ راہ تو ایک ہی ہے مگر راہ بتانے والے، راہ دکھانے والے، منزل تک پہنچانے والے ایک سے زیادہ ہیں، مقصود ہدایت ہے۔ اور ان راہ دکھانے والوں کی تقلید وسیلہ ہدایت ہے، بغیر ان کے راہ مل سکتی تو ان کا ذکر نہ کیا جاتا، وہ تو ہر چیز پر قادر ہے مگر اس کا قانون یہی ہے، اس کا دستور یہی ہے کہ پاس سے نقش قدم پر چل کر ہی منزل تک پہنچا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ جسم کو بھی تقلید کی ضرورت ہے، دماغ کو بھی تقلید کی ضرورت ہے، یہ بڑی حقیقتیں ہیں۔۔۔۔۔ تقلید کے بغیر نہ جسم پھلتا پھولتا ہے، نہ دماغ پھلتا پھولتا ہے۔۔۔۔۔ روح پھلتی پھولتی ہے۔۔۔۔۔ تقلید ایک عظیم حقیقت ہے، معاشرے میں رہ کر اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔۔ تقلید نہ کرنے والا بھی تقلید پر مجبور ہے، زندگی سنوارنے کیلئے کسی نہ کسی کی تقلید کرنی ہی پڑتی ہے، تقلید کا عمل تو گھر ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ اگر ہم تقلید نہ کرتے تو ہم کو بولنا چلنا، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، ہنسنا رونا، سوچنا سمجھنا کچھ بھی نہ آتا۔۔۔۔۔ ہم معاشرے میں شعوری یا غیر شعوری طور پر تقلید کرتے چلے جاتے ہیں اور بے سنورتے چلے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ تقلید معاشرتی زندگی کا ایک اہم ستون ہے، یہ گر جائے تو پورا معاشرہ ڈھے جائے اور انسان بکھر کر رہ جائے اور ہم وحشی و جنگلی بن جائیں۔

تقلید ایک عمرانیاتی، معاشرتی، نفسیاتی اور دینی موضوع ہے، ساری خرابی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اس کو سیاسی موضوع بنا کر گفتگو کی جاتی ہے اور اکابر امت کو ہدف ملامت بنایا جاتا ہے، ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ گفتگو مذہبی موضوع پر کی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ عوام الناس مذہبی لبادے میں لپٹی ہوئی اس سیاست سے بے خبر ہیں اگر یہ عٹ خالص مذہبی ہوتی اور نیک نیتی پر قائم ہوتی تو ہم کمزور نہ ہوتے، مگر ہم دن بدن کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ انگریزی عملداروں سے پہلے ہم بہت قوی تھے، ہمارا مسلک وہی تھا جو سلف صالحین کا مسلک تھا جس کو اب تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔۔۔۔۔ ہماری حکومت ایشیاء میں، افریقہ میں اور یورپ میں پھیلی ہوئی سب سے بڑی حکومت تھی۔۔۔۔۔ ایک دو سو برس کے اندر دشمنان اسلام کی سیاست اور خاموش حکمت عملی نے ہم کو بدل کر رکھ دیا۔۔۔۔۔ ہماری قوت کا یہ عالم تھا کہ دنیا میں ہمارے دم سے علم و دانش میں بہار آئی اور تہذیب و تمدن پروان چڑھے، ہم نے دنیا کو بدل کر رکھ دیا، اب ہم کسی کو بدلتے نہیں، خود بدلتے چلے جاتے ہیں، اپنوں کی نہیں سنتے، دشمنوں کی سنتے چلے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ یہ کیا ہوا؟ یہ کیوں ہوا؟ ہمیں ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہئے۔

(۲)

اس وقت ملت اسلامیہ عالمی سازشوں کے گھیرے میں ہے جس کا مقصد حضور انور ﷺ سے دور کرنا اور ان کی جناب میں گستاخ و بے ادب بنانا ہے۔ ہر اس چیز سے دور کرنا جو حضور اکرم ﷺ سے نسبت رکھتی ہو، جو آپ کے علوم و معارف کی امین ہو۔۔۔۔۔ مگر جو آپ سے دور ہو اوہ اللہ سے دور ہوا، جس کے دل میں آپ کی تعظیم و توقیر نہیں اس کے دل میں نہ اللہ کی تعظیم ہو سکتی ہے نہ بیت اللہ کی۔۔۔۔۔ یہ خیال ہی خیال نہیں، حرمین شریفین میں حاضر ہونے والا زائر اس حقیقت کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ گویا اصل مقصد اسلام سے دور کرنا ہے۔۔۔۔۔ اسلام رسموں کا نام نہیں، یہ تو فداکاری اور جان نثاری کا نام ہے۔۔۔۔۔ ساری دنیا اسی جذبے کو لوٹنے کے لئے آگے بڑھ رہی ہے۔۔۔۔۔

کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح ملت اسلامیہ حضور انور ﷺ کے دامن سے دور ہو جائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دشمنان اسلام نے یہ حکمت عملی تیار کی ہے کہ آپ کی باتوں میں شکوک و شبہات پیدا کئے جائیں، آپ کے دامن سے وابستہ اور آپ کے علوم کی امین ہستیوں سے بد دل کیا جائے، اس طرح مسلمانوں کو اندر سے توڑ پھوڑ دیا جائے پھر جس دشمن کا جی چاہے ان کو اپنے سیاسی مقاصد کیلئے استعمال کر لے، یہ عمل دو صدیوں سے تیزی سے جاری ہے، ماضی کی تاریخ اس خیال کی تائید کرتی ہے۔

’حرف آغاز‘ لکھ رہا تھا کہ ڈاک سے ایک لفافہ ملا جس میں مطبوعہ لٹریچر کے چند اوراق تھے۔ نہ لکھنے والے کا نام، نہ بھیجنے والے کا نام اور پتہ، اسی سے لٹریچر کے مقاصد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ اس لٹریچر میں سنت رسول ﷺ، احادیث شریف، اور حجرِ اسود سے بدگمان کرنے کی پوری سعی کی گئی ہے اور چھپے لفظوں میں اکابرین امت اور سلف صالحین سے برگشتہ کرنے کی بھی کوشش کی گئی۔ انا لله وانا اليه راجعون ۵

(۳)

بزرگوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت ملت اسلامیہ کا امتیاز رہا ہے۔ یہ ادب شیرازہ ملت کا مضبوط بندھن ہے، اس کو مسلسل توڑا جا رہا ہے۔ اور سلف صالحین سے رشتہ منقطع کیا جا رہا ہے۔۔۔۔۔ اقبال نے نوجوان ملت کے اصل مرض کی تشخیص کرتے ہوئے کہا تھا کہ بزرگان سلف سے بدگمانی ان کا سب سے بڑا مرض ہے۔۔۔۔۔ یقین سے قومیں پھلتی پھولتی ہیں، یقین متزلزل ہو جائے تو بکھر نے لگتی ہیں۔۔۔۔۔ حیف کوئی معالج نہیں، جو ہے اس مرض میں اور اضافہ کر رہا ہے اور اپنی عاقبت سے بے خبر ہے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بڑوں کے حضور باادب رکھے۔ آمین!۔۔۔۔۔ راقم سے بعض احباب نے فرمایا کہ کچھ لوگ تبلیغ دین کے بیہانے شہروں اور دیہاتوں میں بھولے بھالے مسلمانوں کو بزرگوں سے بدظن کر رہے ہیں حتیٰ کے صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین، تابعین، تبع تابعین اور

حضرات اہل اللہ اور علماء حق سے بھی بدظن کر رہے ہیں، شعوری طور پر تو کوئی مسلمان ایسا نہیں کر سکتا، وہی کر سکتا ہے جس کو حقیقت کا علم نہ ہو یا جو کسی کیلئے کام کر رہا ہو۔۔۔۔ اللہ اکبر! کن سے بدگمان کیا جا رہا ہے۔۔۔۔ وہ جنہوں نے قرآن و حدیث کو اپنے سینہ سے لگا کر ہم تک پہنچایا۔۔۔۔ وہ جنہوں نے ہم کو بہت کچھ دیا اور ہم نے ان سے بہت کچھ لیا۔۔۔۔ وہ جنہوں نے ملت کو پروان چڑھایا، ثریا تک پہنچایا۔۔۔۔ وہ جن کے نقش قدم پر چل کر کروڑوں راہ پاگئے اور برا عظیم ایشیاء، برا عظیم افریقہ، برا عظیم یورپ پر حکومت کر گئے۔۔۔۔ وہ جن سے ہم پیٹھ پھیر لیں تو ہمارے پاس کچھ نہ رہے، سب کچھ انہیں کا دیا ہوا ہے۔۔۔۔ افسوس! ہم پڑھ لکھ کر جہالت کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں، ہم کیا کر رہے ہیں؟۔۔۔۔ ہمارا جہل، علم پر چھا رہا ہے۔۔۔۔ ہماری زندگی، موت بن رہی ہے۔۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟۔۔۔۔ یہ کیوں ہو رہا ہے؟۔۔۔۔ ذرا سوچیں تو سہی!

(۴)

مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری غذاؤں میں ملاوٹ ہے، ہماری تاریخ میں ملاوٹ ہے، ہماری سیاست میں ملاوٹ ہے، ہماری طریقت میں ملاوٹ ہے، غرض جدھر دیکھو، ملاوٹ ہی ملاوٹ ہے۔۔۔۔ اس ملاوٹ سے اصل کو نکالنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔۔۔۔ کھانے میں ملاوٹ نے جسم کو بیمار کر دیا، تعلیم میں ملاوٹ نے ذہنوں کو بیمار کر دیا، سیاست میں ملاوٹ نے حکومتوں کو بیمار کر دیا، طریقت میں ملاوٹ نے روحوں کو بیمار کر دیا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے، سچا بننے اور سچوں کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔۔ آمین۔۔۔۔ ملت کے جوانوں کو سچی باتیں بتانی چاہئیں، وہ جھوٹ سے اکتا گئے ہیں، سچ کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔۔۔۔ ذرا غور کریں ائمہ مجتہدین امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ تاثر دیا گیا کہ گویا وہ صدیوں بعد کی شخصیات ہیں مگر کسی کو نہیں معلوم کہ ائمہ مجتہدین، محدثین کا

اسی جذبے کے تحت ۱۹۹۵ء میں راقم نے ”تقلید“ کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا تھا جو آپ کے سامنے ہے۔ مقالہ ذرا طویل تھا اس لئے ۱۹۹۶ء میں پہلے ۱۶ صفحات پر اس کا خلاصہ مرتب کیا گیا جو تقلید ہی کے عنوان سے ادارہ مسعودیہ کراچی نے سنہ مذکورہ ہی میں شائع کر دیا۔ اس خلاصے کے انگریزی میں دو ترجمے ہوئے جو سنہ مذکورہ ہی میں ادارہ مسعودیہ نے شائع کرائے۔ اب مولانا ذاکر اللہ مجددی افغانی نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا ہے جو زیر طباعت ہے۔ پیش نظر مقالہ عجلت میں لکھا گیا ہے کیونکہ راقم الحروف بہت مصروف رہتا ہے اس مقالے کی تہیض بھی عزیزم سید محمد مظہر قیوم سلمہ نے کی ہے، قارئین کرام جہاں کسی قسم کی غلطی ملاحظہ فرمائیں راقم کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ نقش ثانی زیادہ صحیح اور مکمل ہو۔

اس مقالے کو نو ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں ”تقلید“ پر عمومی بحث کی ہے۔۔۔۔۔ دوسرے باب میں حدیث کی تاریخی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔۔۔۔۔ تیسرے باب میں آیات و احادیث کی روشنی میں حکمت و فقہیت پر بحث کی ہے۔۔۔۔۔ چوتھے باب میں ائمہ مجتہدین امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اور محدثین کی اہمیت کا ذکر کیا ہے۔۔۔۔۔ پانچویں باب میں امام ابو حنیفہ، کی شخصیت اور علمی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔۔۔۔۔ چھٹے باب میں قرآن و حدیث اور متقدمین و متاخرین علماء کے تاثرات کی روشنی میں امام ابو حنیفہ کی عظمت کا جائزہ لیا گیا ہے۔۔۔۔۔ ساتویں باب میں مقلدین کا ذکر ہے۔۔۔۔۔ آٹھویں باب میں غیر مقلدین کا ذکر ہے۔۔۔۔۔ نویں باب میں مسلمانان عالم کے خلاف دشمنان اسلام کی سازش کا ذکر ہے۔۔۔۔۔ اس کے بعد حواشی و حوالے اور مآخذ و مراجع وغیرہ ہیں۔

مقالہ کی تدوین و ترتیب میں مندرجہ ذیل علمائے کرام نے مدد فرمائی راقم ان سب حضرات کا تمہ دل سے ممنون ہے۔

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور، شیخ الحدیث
 علامہ قاضی محمد احمد مجددی نعیمی، کراچی، علامہ مفتی محمد جان مجددی نعیمی، شیخ الحدیث و
 مہتمم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی، علامہ منظور احمد سعیدی، کراچی، پروفیسر ڈاکٹر
 حافظ محمد عبدالباری صدیقی، کراچی، پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد رفیق صاحب مجددی
 مسعودی، لاہور، محترم سید انور علی صاحب (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان)،
 کراچی، جناب محترم مسعود احمد صاحب جھنڈیر (وہاڑی، میلسی پنجاب) مولانا عطاء اللہ
 نقشبندی مجددی وغیرہ وغیرہ۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ محبت و محسنین کے تعاون سے یہ کتاب مکمل ہو گئی۔ جو کچھ لکھا گیا
 نیک نیتی سے اصلاح فکر و نظر کے لئے لکھا گیا ہے، سچی باتیں ظاہر کرنے کے لئے لکھا گیا
 ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہم کو صراط مستقیم پر چلائے، ان پیاروں کی راہ پر جن پر اس کریم نے
 انعام فرمایا اور ہم کو حق قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ
 سید المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۶ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ

۱۷/۲-۱۵

۱۶ ستمبر ۱۹۹۹ء

پی۔ای۔سی۔ ایچ سوسائٹی

شب جمعۃ المبارک

کراچی۔ ۷۵۴۰۰

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)



سورۃ اخلاک باریع

تھرا





جھلکیاں

- ۱- تقلید، ایک فطری ضرورت، ۱۲
- ۲- قرآن و حدیث کی اہمیت ۱۵
- ۳- حکمت و فقاہت، قرآن حکیم کی روشنی میں ۲۲
- ۴- تقلید، قرآن و حدیث کی روشنی میں ۲۷
- ۵- امام ابو حنیفہ ----- حیات و خدمات ۳۰
- ۶- امام ابو حنیفہ، قرآن و حدیث کی روشنی ۴۹
- ۷- امام ابو حنیفہ، متقدمین و متاخرین کی نظر میں ۵۳
- ۸- دنیائے اسلام میں حصیت کی مقبولیت ۶۰
- ۹- غیر مقلدین، تاریخ کے آئینے میں ۶۴
- ۱۰- عالمی سازش اور وقت کا تقاضا ۷۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

(۱) تقلید۔۔۔۔۔ فطری ضرورت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا۔۔۔۔۔ اس کی فطرت میں اپنی ذات کی تڑپ رکھی اور ارشاد فرمایا۔۔۔۔۔ اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لئے ایک اکیلے اسی کے ہو کر، اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا^۱۔۔۔۔۔ ہاں، وہ کہاں ہے؟۔۔۔۔۔ جس طرف منہ کرو اللہ ہی اللہ ہے^۲۔۔۔۔۔ کس طرح پائیں؟۔۔۔۔۔ کہاں تلاش کریں؟۔۔۔۔۔ منزل تک کیسے پہنچیں؟۔۔۔۔۔ وہ بڑا رحیم و کریم ہے، ہم کو دعا بھی سکھا دی اور منزل کا اتا پتہ بھی بتا دیا۔۔۔۔۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تونے احسان کیا^۳۔۔۔۔۔ بغیر نشان قدم، منزل کا ملنا مشکل ہے۔۔۔۔۔ ہادی و رہبر چلتے گئے۔۔۔۔۔ پھر چلنے والے پیچھے پیچھے چلتے رہے، منزل تک پہنچتے رہے۔۔۔۔۔ یہ نشان قدم نہ ہوتے تو ہم کہاں کہاں بھٹتے پھرتے!۔۔۔۔۔ بڑا کرم فرمایا، نشان قدم عطا فرمائے، راہ پر لگا دیا، منزل تک پہنچا دیا۔۔۔۔۔ یہ عمل نہ معلوم کب سے جاری ہے اور کب تک جاری رہے گا۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو طبعاً مقلد بنایا ہے۔۔۔۔۔ انفرادی، اجتماعی، معاشرتی، جغرافیائی ہر سطح پر وہ مقلد نظر آتا ہے۔۔۔۔۔ ایک فرد دوسرے فرد کی تقلید کرتا ہے، ایک جماعت دوسری جماعت کی تقلید کرتی ہے، ایک قوم دوسری قوم کی تقلید کرتی ہے۔۔۔۔۔ شعوری اور غیر شعوری طور پر ہم ہر ایک سے کچھ نہ کچھ سیکھتے ہیں۔۔۔۔۔ ہم زندگی بھر نہ معلوم کتنے لوگوں کی تقلید کرتے ہیں تب جا کر بتتے یا جگڑتے ہیں۔۔۔۔۔ اور تو اور ہماری ساری ترقیاں اسی تقلید کی مرہون منت ہیں۔۔۔۔۔ سائنس کی حیرت ناک ترقیوں میں یہی تقلید جلوہ گر ہے۔۔۔۔۔ ایک نے دوسرے سے سیکھا ہے۔۔۔۔۔ تقلید سے مفر نہیں۔

انسان کے ہر قول و عمل پر تقلید کی چھاپ ہے، تقلید کے بغیر چارہ نہیں۔۔۔۔۔
 دسویں صدی ہجری میں اکبر بادشاہ نے چند شیر خوار چوں کو الگ تھلگ ایک مکان
 میں رکھ کر یہ جاننا چاہا کہ ایسے بچے جن کو تقلید کیلئے کوئی انسان نہ ملا جب سن شعور کو
 پہنچیں گے تو کس طرح بولیں گے؟۔۔۔۔۔ کس طرح اٹھیں بیٹھیں گے؟۔۔۔۔۔ جب وہ
 سن شعور کو پہنچے تو جانوروں کی بولیاں بول رہے تھے، انسانوں جیسی خوبیاں ان میں نظر نہیں
 آتی تھی کیونکہ وہ انسانی ماحول سے دور رہے، تقلید نہ کر سکے۔۔۔۔۔ تقلید کرتے تو بولنا
 چالنا اور اٹھنا بیٹھنا آتا۔۔۔۔۔ تقلید نہ کی تو ہر کمال سے محروم رہے۔۔۔۔۔ تقلید ایک
 حقیقت ہے، بہت بڑی حقیقت، اس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔۔ تقریباً ہر گھر میں
 مقلد موجود ہیں۔۔۔۔۔ جس بچے نے ابھی مدرسہ و اسکول نہ دیکھا وہ بچہ ماں باپ، بھائی
 بہنوں کی تقلید کرتا ہے۔۔۔۔۔ سب کی طرف سے آنکھیں بند کر لے تو کہیں کا نہ
 رہے۔۔۔۔۔ اسی لئے ہم چوں کیلئے اچھے سے اچھا استاد اور اچھے سے اچھا اسکول تلاش
 کرتے ہیں۔۔۔۔۔ تاکہ اچھے انسانوں کی صحبت میں اچھانے۔۔۔۔۔ کوئی ایسا معقول آدمی
 نظر نہیں آتا جو یہ کہے کہ کتابیں تو موجود ہیں بچہ خود لکھ پڑھ لے گا۔۔۔۔۔ دانائی یہی ہے
 کہ بہترین استاد کو اپنا رہبر و رہنما بنایا جائے اور خود لکھنے پڑھنے کے زعم میں زندگی کو
 رایگاں اور مستقبل کو برباد نہ کیا جائے۔۔۔۔۔

تقلید قومی ترقی کا لازمی جزو ہے۔۔۔۔۔ تہذیب و تمدن تقلید کے سہارے آگے
 بڑھتے ہیں، معاشرے پر نظر ڈالی جائے تو ہر شعبہ زندگی میں تقلید کی چارہ سازی
 ہے۔۔۔۔۔ بول چال میں تقلید، کھانے پینے میں تقلید، پہننے اوڑھنے میں تقلید، رہن سہن
 میں تقلید، فکر و نظر میں تقلید۔۔۔۔۔ کافر و مشرک اور یہود و نصاریٰ کی تقلید۔۔۔۔۔ کسی
 کو یہ خیال نہ آیا کہ ہم کیوں تقلید کریں اور وہ بھی کافر و مشرک کی تقلید!۔۔۔۔۔ تقلید ایک
 قومی و معاشرتی ضرورت اور ایک فطری تقاضا ہے۔۔۔۔۔ بغیر تقلید ہم ایک قدم آگے
 نہیں بڑھ سکتے اس لئے قرآن حکیم میں یوں ہدایت کی گئی۔۔۔۔۔ اے ایمان والو! اللہ کی
 رضا پر چلو اور سچوں کے ساتھ رہو^۵۔۔۔۔۔ سچوں کی تقلید انسان کو انسان بناتی ہے۔۔۔۔۔

تقلید سے انسان بہت سی کلفتوں سے بچ جاتا ہے اور جس شعبے میں بھی سچوں کی تقلید کی جائے زندگی کا وہ شعبہ سنور تا چلا جاتا ہے، انتشار و بگاڑ سے بچ جاتا ہے۔۔۔۔۔ ہم غور نہیں کرتے، غور کریں تو بات سمجھ میں آتی چلی جائے۔۔۔۔۔ ہم حروف کے سیٹ کو لفظ کہتے ہیں، الفاظ کے سیٹ کو جملہ، جملوں کے سیٹ کو عبارت اور عبارتوں کے سیٹ کو مقالہ، رسالہ، کتاب کہتے ہیں۔۔۔۔۔ پھر کتابوں کو پڑھ کر زندگی بناتے ہیں۔۔۔۔۔ کوئی نہیں کہتا کہ ہم حروف تہجی سے خود الفاظ بنائیں گے خود جملے بنائیں گے، خود زبان بنائیں گے، خود بولیں گے اور خود دوسروں کو بلوائیں گے۔۔۔۔۔ ہم دوسروں کی بنی بنائی چیزوں پر یقین نہیں رکھتے۔۔۔۔۔ کوئی اگر یہ کہتا تو یہ ایک نامعقول بات اور ایک غیر فطری عمل ہوتا۔۔۔۔۔ فطری عمل کے دھارے کو روکنا ممکن نہیں۔۔۔۔۔ ہم بہتر سے بہتر معاشرت و معیشت کی تقلید کی کوشش کرتے ہیں تو پھر بہتر سے بہتر فکر و نظر کی تقلید کیوں نہ کریں؟۔۔۔۔۔ جو دوسروں نے پرکھا اور سوچا ہے اس کو رد کر کے خود پرکھنے اور سوچنے کی بات کیوں کریں؟۔۔۔۔۔ تقلید کے بغیر ہم اپنے فکر و نظر کی تعمیر نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ یہ بات جذبات سے ہٹ کر ٹھنڈے دل سے سوچنے کی ہے۔۔۔۔۔ ایک شخص بنے ہوئے مکان میں نہیں رہتا، وہ کہتا ہے اینٹ پتھر موجود ہیں، میں خود مکان بناؤں گا۔۔۔۔۔ ایسے انسان کو کوئی معقول انسان نہیں کہہ سکتا۔۔۔۔۔ دانائی یہی ہے کہ جو چیز بن گئی اس کو خود بنانے کے شوق میں بگاڑا نہ جائے اور تاریخ کے ارتقائی عمل کو چھیڑا نہ جائے۔۔۔۔۔ قرآن حکیم میں یہ حکم دے کر تاریخی عمل کو جاری رکھا ہے۔۔۔۔۔

پھر ہم نے تمہیں وحی بھیجی کہ دین ابراہیم کی پیروی کرو جو ہر باطل

سے الگ تھا اور مشرک نہ تھا

قرآن حکیم میں بار بار اطاعت و اتباع کی تاکید ہے اس تاریخی عمل کو جاری رکھنے کے لئے کی گئی ہے۔۔۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ تقلید کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔۔۔۔۔ جو تقلید نہیں کرنا چاہتا وہ بھی تقلید پر مجبور ہے کسی کی نہ سہی اپنے ہی مولوی کی تقلید سہی۔۔۔۔۔ جس طرح مذہب سے انکار کرنے والا بھی اپنے خود ساختہ مذہب (ضابطہ حیات) پر چلتا ہے۔۔۔۔۔

بغیر راستے کے چلنا مشکل ہے۔۔۔۔۔ اسی لئے وہ حضرات جو تقلید کے مخالف ہیں وہ بھی تقلید پر مجبور ہیں۔

یہ ایک فطری اور معاشرتی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ اہل حدیث عالم نواب وحید الزماں (م-۱۳۲۸ھ / ۱۹۲۹ء) نے جعفریایا۔

ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ (م-۷۲۸ھ / ۱۳۲۸ء)، ابن قیم (۷۵۱ھ / ۱۳۵۰ء) شوکانی (م-۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء) اور شاہ ولی اللہ (۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) اور مولوی اسماعیل صاحب (م-۱۲۴۷ھ / ۱۸۳۱ء) کو دین کا ٹھیکیدار سمجھ رکھا ہے جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا پس اس کے پیچھے پڑھ گئے اور برا بھلا کہنے لگے۔۔۔۔۔ بھائیو! ذرا غور تو کرو اور انصاف کرو جب تم نے ابو حنیفہ، شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متأخر ہیں ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟^۸

نواب وحید الزماں کی بات بالکل صحیح ہے۔۔۔۔۔ تقلید کے بغیر چارہ نہیں یہ انسان کی فطری مجبوری ہے اور اس کی فطرت کا تقاضا ہے، ایسی باتوں کو ہزار روکنے کے باوجود بھی روکا نہیں جاسکتا۔۔۔۔۔ اور ہزار انکار کے باوجود بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) قرآن و حدیث کی اہمیت

قرآن حکیم کتاب ہے مگر ام الکتاب۔۔۔۔۔ ساری کتابیں اس میں ہیں، سارے علوم اس میں ہیں۔۔۔۔۔ یہ سب کتابوں کی جان اور سب علوم کی روح ہے۔۔۔۔۔ اس میں سارے علوم ہیں^۹۔۔۔۔۔ علوم و فنون کی عجب بہار ہے۔۔۔۔۔ اس کی ساخت ہی الگ ہے اس کا مزاج ہی اور ہے۔۔۔۔۔ قرآن حکیم کی پہچان بھی ہمیں حدیث کے واسطے سے ہوئی اس

لئے قرآن حکیم کی پہچان کے لئے حدیث کا جاننا بھی ضروری ہوا۔۔۔۔۔ اس کے بغیر قرآن حکیم کی تفسیر ممکن نہیں۔۔۔۔۔ احادیث کا ایک عظیم ذخیرہ ہے۔۔۔۔۔ ان حدیثوں کو چھان پھٹک کر ان کا جوہر نکالنا، جوہری ہی کا کام ہے۔۔۔۔۔ اس ذخیرے کی چھان پھٹک انہیں کا کام ہے جن کو اللہ نے فکر رسا اور دل پینا دیا۔۔۔۔۔ ہر جوہر کیلئے جوہر شناس ضروری ہے۔۔۔۔۔ ہاں! انہی جوہریوں کا نام ”فقہاء و مجتہدین“ ہے، یہ ملت اسلامیہ کے محسنین ہیں۔۔۔۔۔ قرآن حکیم اگر خود سمجھ میں آجاتا تو اس کے لئے حضور انور ﷺ جیسی حامل و عامل شخصیت کی ضرورت نہیں رہتی۔۔۔۔۔ سنت نام ہے قرآن کی عملی تفسیر کا، اس لئے سنت کو قرآن سے الگ نہیں کر سکتے بقول حافظ ابن قیم (م-۱۵۷ھ / ۱۳۵۰ء) سنت ہی حکمت ہے جس کا قرآن میں بار بار ذکر کیا گیا ہے۔^{۱۰} احادیث اگر خود سمجھ میں آسکتیں تو اس کے لئے مجتہدین و فقہاء کی ضرورت نہ رہتی۔۔۔۔۔ یہ جو کچھ ہوا یہ ایک فطری عمل تھا جو ہمارے آگے آیا اور تاریخ میں ثبت کر دیا گیا۔۔۔۔۔ قرآن کی گہرائیاں، اللہ اکبر!۔۔۔۔۔ حدیث کی پنہائیاں، سبحان اللہ!۔۔۔۔۔ حضور انور ﷺ جو امع الکلم ہیں، ”کوزوں میں دریا بھر دیتے ہیں، ہمیں کیا آئے نظر، ہم کیا دیکھیں، ہم کیا سمجھیں؟۔۔۔۔۔ جدید تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ انسان نے اب تک اپنی دماغی قوت کا دس فی صد بھی استعمال نہیں کیا۔۔۔۔۔ پھر قرآن و حدیث سمجھنے کیلئے دماغ کہاں سے لائیں؟۔۔۔۔۔ ہم انگریزی جانتے ہوئے بھی کسی سائنس دان کی کتاب نہیں سمجھ سکتے۔۔۔۔۔ ہماری سمجھ کا تو یہ حال ہے۔۔۔۔۔ قرآن تو پھر قرآن جس کے اسرار تمہ در تمہ ہیں۔۔۔۔۔ پردے اٹھاتے جائیے جلوے نظر آتے جائیں گے۔۔۔۔۔

قرآن حکیم شفاء لمافی الصدور ہے^{۱۲}۔۔۔۔۔ دلوں کے روگ کا علاج ہے۔۔۔۔۔ طبیب کے علاوہ کون اس کتاب حکمت سے استفادہ کر سکتا ہے اور مریضوں کو دوا دے سکتا ہے۔۔۔۔۔ ہزاروں قسم کی جڑی بوٹیاں ہیں، ان کے خواص دریافت کرنا، مفردات کی الگ الگ نشاندہی کرنا، مرکبات تیار کرنا، امراض کی تشخیص کرنا، مریضوں

کے لئے دوا تجویز کرنا۔۔۔۔۔ یہ سارے کام ماہرین اور حکیم و طبیب کے ہیں۔۔۔۔۔ جو طبیب نہ ہو اور حکیم و ڈاکٹر کو نہ مانے اور خود جڑی بوٹیوں کے خواص دریافت کرنے اور مرکبات تیار کرنے نکل پڑے اس کو معقول انسان نہیں کہہ سکتے۔۔۔۔۔ اللہ نے ہر کام کیلئے کام کرنے والے بنائے ہیں، اس کے کارخانے میں کون دخل اندازی کر سکتا ہے؟۔۔۔۔۔ قرآن و حدیث تو گلشن سدا بہار ہیں، گل چیں گلہ سستے ہناتے ہیں اور سجانے والے اپنے ایوانوں کو سجاتے ہیں۔۔۔۔۔ کوئی ایسا معقول انسان نظر نہیں آتا کہ ان گلہ ستوں کو جھٹک دے اور گل چیں کی محنت کو خاک میں ملا دے۔۔۔۔۔

قرآن حکیم کے حروف پر نہ نقطے تھے نہ زبر زیر پیش۔۔۔۔۔ یہ سورتوں اور منزلوں میں تقسیم تھا۔۔۔۔۔ پھر جب اسلام عجم میں پھیلتا گیا، رفتہ رفتہ نقطے بھی لگائے گئے اور زیر زبر پیش بھی ڈالے گئے۔۔۔۔۔ تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا اور پاروں کو رکوہ اور ربع، نصف، ثلث میں تقسیم کیا گیا^{۱۳}۔۔۔۔۔ اشاعت قرآن حکیم کا یہ ایک فطری تسلسل تھا جو جاری رہا، ہم اس کی رد نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں تو ایسا نہ تھا۔۔۔۔۔ ہم بہتر سے بہتر کی تلاش میں رہتے ہیں۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا^{۱۴}۔۔۔۔۔ اللہ اکبر، اس کا ظاہر بھی محفوظ رہا اور باطن بھی محفوظ رہا۔۔۔۔۔ یہ ایک عظیم معجزہ ہے دنیا کی کوئی کتاب اس طرح محفوظ نہیں۔۔۔۔۔ اس کا یاد رہنا بھی معجزہ ہے۔۔۔۔۔ وحی نازل ہو گئی، یاد ہو گئی، اللہ اکبر!۔۔۔۔۔ پھر حضور انور ﷺ نے پڑھ کر سنایا، صحابہ کرام کو یاد ہو گیا، اللہ اکبر!۔۔۔۔۔ یادوں کا یہ سلسلہ چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود قائم ہے اور قائم رہے گا۔۔۔۔۔ کوئی کتاب یاد نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ ہاں قرآن یاد ہو جاتا ہے۔

یہی نہیں حضور انور ﷺ کے زبان مبارک سے قرآن حکیم کے علاوہ جو بات نکلی وہ بھی محفوظ ہو گئی۔۔۔۔۔ احادیث شریفہ بھی محفوظ ہو گئیں۔۔۔۔۔ اور یہ جو بات مشہور کر دی گئی ہے کہ احادیث کو دو ڈھائی سو برس کے بعد جمع کیا گیا، صحیح نہیں۔۔۔۔۔ خود حضور

انور ﷺ نے احکام نبوت کتابت کرائے ۱۵۔۔۔۔۔ عمر و بن حزم کو اسی قسم کی دستاویز
 ۱۰ھ / ۶۳۱ء میں عطا فرمائی۔ ۱۶ ایک اور دستاویز کتاب الصدقہ کتابت کرائی جس پر
 حضرت صدیق اکبر۔۔۔۔۔ (م۔ ۱۳ھ / ۶۳۴ء) اور حضرت عمر فاروق (م۔
 ۲۳ھ / ۶۴۳ء) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عمل رہا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ (مقیم
 پیرس) نے ایک کتاب ”الوثائق السياسيه في العهد النبوي والخلافة
 المرشدہ“ لکھی جو مصر سے شائع ہوئی۔۔۔۔۔ اس میں خاص عہد نبوی کی دو سو (۲۰۰)
 سے زیادہ دستاویزات ہیں پھر نئے ایڈیشن میں چالیس مزید معاہدوں کا اضافہ کیا۔۔۔۔۔
 عہد نبوی سے ہی صحابہ کرام نے نجی طور پر احادیث کو جمع کرنا شروع کر دیا تھا، اُس
 جان جاں ﷺ کی اداؤں کو محفوظ کرنے والے اس کی باتوں کو کیسے محفوظ نہ کرتے؟۔۔۔۔۔
 سوچنے کی بات ہے کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو وہ اس کی ہر چیز کی حفاظت کرتا ہے، یہ
 انسان کی فطرت ہے، پھر جس شان کا محبوب ہو گا حفاظت بھی اسی شان کی ہو گی۔۔۔۔۔
 یہ کیسے ممکن ہے کہ صحابہ کرام نے حضور انور ﷺ کی احادیث مبارکہ جمع نہ فرمائیں
 ہوں؟۔۔۔۔۔ عقل اس بات کو قبول نہیں کرتی۔۔۔۔۔ آپ ﷺ کے فرمودات و
 ارشادات کی حفاظت کرنا اتنی عجیب بات نہیں جتنا یہ کہنا عجیب ہے کہ حفاظت نہیں کی
 گئی۔۔۔۔۔ یقیناً حفاظت کی گئی۔۔۔۔۔ احادیث نبویہ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ قرآن
 کریم کا یہ ارشاد کہ جو عطا فرمائیں لے لو جس سے منع فرمائیں باز رہو ۱۷۔۔۔۔۔ اس سے
 خود بخود احادیث کی اہمیت واضح ہو گئی۔۔۔۔۔ کسی تفصیل میں جانے کی ضرورت ہی نہ
 رہی۔۔۔۔۔ بہت سے طلبہ اپنے استادوں کی تقریریں جمع کرتے ہیں پھر وہ استادوں کے
 نام سے شائع کر دی جاتی ہیں۔۔۔۔۔ جب طالب علم، استاد کی باتیں جمع کرتا ہے ہم اس کو
 تاریخ کا ایک حصہ تسلیم کرتے ہیں تو غور فرمائیں وہ صحابہ کرام جنہوں نے اپنا مال، اپنی
 اولاد، اپنی جان سرکارِ دو عالم ﷺ پر واردے، آپ کی باتیں کیوں نہ محفوظ کرتے؟ چنانچہ
 ہم دیکھتے ہیں کہ عہد نبوی ﷺ سے احادیث شریفہ کا سرمایہ صحابہ کرام کے ذاتی
 مجموعوں، یادداشتوں اور سینوں میں مسلسل محفوظ چلا آ رہا تھا، اس سرمایہ کو تابعین اور پھر
 تبع تابعین نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور پوری پوری حفاظت فرمائی۔۔۔۔۔ یہ کہنا کہ احادیث

شریفہ محض یادداشتوں سے دو تین سو برس کے بعد جمع کی گئیں تاریخ سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔۔۔۔۔ تمام احادیث تحریری اور تقریری صورت میں محفوظ تھیں۔۔۔۔۔ شاید آپ کو تعجب ہو کہ یادداشتوں میں احادیث کیسے محفوظ رہیں۔۔۔۔۔ ہم صحابہ کی یادداشت کو اپنی یادداشت پر قیاس کرتے ہیں۔۔۔۔۔ ہرگز ایسا نہیں تھا۔۔۔۔۔ یہاں صرف ایک واقعہ نقل کروں گا جو آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ گورنر مکہ مروان بن الحکم (م۔ ۶۵ھ / ۵-۶۸۳ء) نے ایک روز صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ (م۔ ۶۵ھ / ۷-۶۷۶ء) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور پردے کے پیچھے ایک کاتب کو بٹھادیا۔۔۔۔۔ مروان نے آپ سے احادیث شریفہ دریافت کیں آپ بتاتے چلے گئے، پردے کے پیچھے کاتب لکھتا گیا۔۔۔۔۔ بہت سی حدیثیں جمع ہو گئیں۔۔۔۔۔ ایک سال بعد پھر بلایا اور وہی احادیث شریفہ دریافت کیں جو پچھلے سال دریافت کیں تھیں، کاتب کو پردے کے پیچھے بٹھادیا کہ تقابل کرتا جائے۔۔۔۔۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ایک حرف کا بھی فرق نہ نکلا، ہو بہو وہی متن تھا جو پچھلے سال املا کرایا گیا تھا۔۔۔۔۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے اس آئیہ کریمہ پر کس شان سے عمل کیا کہ رسول جو عطا فرمائیں لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔^{۱۸}

اب ہم آگے چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں صحابہ کرام نے احادیث شریفہ کے عظیم سرمایہ کو تحریری طور پر کیسے محفوظ فرمایا۔۔۔۔۔

صحابہ کرام نے احادیث کے مختلف مجموعے جمع کیے، تحریری سرمایہ میں یہ صحائف

قابل ذکر ہیں:۔۔۔۔۔

☆..... صحیفہ صدیقی

☆..... صحیفہ علوی

☆..... صحیفہ سرہ ۱۹

☆..... صحیفہ صادقہ

☆..... صحیفہ صحیحہ ۲۰

کنبد خضراء جہاں حضور انور ﷺ کے پہلے بارگ میں حضرت صدیق اکبر
 (م-۱۳/۵۳۳) اور حضرت عمر فاروق (م-۲۳/۵۳۳) رضی اللہ عنہما
 آرام فرما رہے ہیں۔ (مدن منہ) خلفاء نے حضور ﷺ کی احادیث
 شریفہ کے مجموعے کھنڈا۔



☆..... صحیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ---- حضرت عمر نے فرمایا: ----

میرے پاس احادیث کے خزانے ہیں میں نے تھوڑا سا نکالا ہے۔

☆..... صحیفہ عبد اللہ بن عمر بن العاص قرشی ---- یہ حضور انور ﷺ کی اجازت سے

ارشادات لکھا کرتے تھے۔^{۲۱}

☆..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیاضیں

☆..... صحیفہ عمر بن حزم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆..... صحیفہ عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆..... صحیفہ سعد بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆..... عمرو بن امیہ الضمری؟ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث نبویہ

کے بہت سے مجموعے دکھائے۔ ۲۲

یہ تو تھی احادیث کے مجموعوں کی باتیں ---- صحابہ کرام نے صرف احادیث کو جمع

ہی نہیں کیا بلکہ اس کے مفاہیم بھی ہم کو بتائے ---- رسول اللہ ﷺ کے بعد قرآن کی

مراد بتانے والے صحابہ کرام ہی تھے۔ بلکہ نہ صرف مفاہیم ہی بتائے بلکہ فیصلے بھی

فرمائے ----

غالباً سب سے پہلے امام مالک کے استاد ابن شہاب زہری نے عمر بن عبدالعزیز

(م۔ ۱۰۱ھ / ۷۱۹ء) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایماء پر سند کے ساتھ احادیث کو مدون

فرمایا تھا ---- مسند ابی حنیفہ، کتاب الآثار ابو حنیفہ، مؤطا امام مالک احادیث صحیحہ کے مجموعے

ہیں جن میں سترہ سوا احادیث مضمون وارد درج ہیں۔ پھر یہ انفرادی مجموعے ہیں :-

۱- کتاب السنن عبد الممالک بن عبدالعزیز بن جریج (م۔ ۱۵۰ھ / ۷۶۶ء)

۲- کتاب الفرائض ابن مقسم (م۔ ۱۸۶ھ / ۸۰۲ء)

۳- کتاب السنن یحییٰ بن زکریا (م۔ ۱۸۴ھ / ۸۰۰ء)

۴- کتاب السنن و کتب الجراح (م- ۱۹ھ / ۱۳-۶۸۱۲ھ)

۵- کتاب السنن سعید بن ابی عروبہ (م- ۱۵۶ھ / ۶۸۷۲ھ)

۶- کتاب التفسیر بشیر بن بشیر (م- ۱۸۳ھ / ۶۷۹۹ھ)

(تلمیذ امام ابو حنیفہ)

ان محدثین نے سیرت، تاریخ، فقہ، ادب و شعر وغیرہ پر بھی کتابیں لکھیں۔ یہ ایک طویل تاریخ ہے۔^{۲۳}

تاریخ ہم کو بتاتی ہے کہ صحابہ کرام کے پاس انفرادی طور پر احادیث کے کئی مجموعے محفوظ تھے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ یہ پہلی صدی ہجری کی بات ہے۔۔۔۔۔ دوسری صدی میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب الآثار کے نام سے احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا پھر اسی صدی میں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م- ۱۷۹ھ / ۶۷۹۵ھ) نے مؤطا کے نام سے احادیث کا مجموعہ مرتب کیا اس کا بھی اوپر ذکر کیا گیا ہے پھر امام بخاری (م- ۲۵۶ھ / ۶۸۷۰ھ)، امام مسلم (م- ۲۶۱ھ / ۵-۶۸۷۴ھ)، ابن ماجہ (م- ۲۷۳ھ / ۷-۶۸۸۶ھ)، امام نسائی (م- ۳۰۳ھ / ۶-۹۱۵ھ)، امام احمد بن حنبل (م- ۲۹۴ھ / ۷-۹۰۷ھ)، امام ترمذی (م- ۲۷۹ھ / ۶۸۹۲ھ)، وغیرہ نے احادیث کے مجموعے مرتب کئے۔۔۔۔۔ تو تدوین و جمع احادیث کا سلسلہ عہد نبوی سے ہی شروع ہو چکا تھا اور دو صدیوں کے اندر اندر یہ سلسلہ کمال تک پہنچ چکا تھا۔ بقول ابن قیم حضور انور ﷺ کی جانب سے دو طرح کی تبلیغ کی گئی۔ الفاظ نبوت کی تبلیغ اور معانی کی تبلیغ^{۲۴}۔۔۔۔۔ حضور انور ﷺ نے احکام نبوت کتابت کرائے^{۲۵}۔۔۔۔۔ عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کو ۱۰ھ میں اسی قسم کی دستاویز عطا فرمائی^{۲۶}۔۔۔۔۔ یہ دستاویز چمڑے پر تحریر تھی اس کو امام زہری نے بھی دیکھا تھا۔۔۔۔۔ اس کو چاروں اماموں نے تسلیم کیا ہے۔۔۔۔۔ ایک اور دستاویز ”کتاب الصدقہ“ کتابت کرائی جس پر حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عمل رہا۔ ابو داؤد، ترمذی نے اس نوشتے کی حدیثیں نقل کی ہیں۔^{۲۷}

قرآن کریم کی شان یہ ہے کہ ”لاریب فیہ“۔۔۔۔۔ شک کی جگہ نہیں۔۔۔۔۔
 احادیث کے مجموعوں کی شان بھی یہ ہے کہ ”شک اور یقین،، کو الگ الگ کر دیا گیا۔۔۔۔۔
 یہ خوبی دنیا کی کسی کتاب میں نہیں پائی جاتی۔۔۔۔۔ ہماری حالت یہ ہے کہ ہم جھوٹ بولنے
 ، جھوٹ لکھنے، جھوٹ سننے کے عادی ہو چکے ہیں اسی لئے احادیث کی سب سے بڑی خوبی
 کو سب سے بڑی خامی بنا کر پیش کرتے ہیں۔۔۔۔۔ عقل یہ کہتی ہے کہ جب شک و یقین
 الگ الگ کر دیا گیا تو یقین کو اپنا لیا جائے یہ نہیں کہ شک کی بنیاد پر یقین کو چھوڑ دیا جائے،
 یہ نادانی اور بے عقلی کہی جاسکتی ہے۔۔۔۔۔ ہم اخبار پڑھتے ہیں، ہم کو معلوم ہے کہ
 جھوٹ اس کے خمیر میں ہے مگر پھر بھی چھوڑتے نہیں، پڑھے بغیر چین نہیں آتا، جو
 دلیل احادیث کیلئے دیتے ہیں یہاں بھول جاتے ہیں۔ کہیں ہمارے دلوں میں روگ تو
 نہیں!۔۔۔۔۔ کہیں ہم دشمنوں کی سازشوں کا شکار تو نہیں!۔۔۔۔۔ جو حیلے بہانوں سے ہم
 سے ہماری دولت چھین رہے ہیں۔۔۔۔۔ احادیث کے بارے میں مشہور عالمی محقق ڈاکٹر
 حمید اللہ (مقیم پیرس) کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں :-

یہ امر بڑا تاثر انگیز ہے کہ باوجود صدیوں کے فصل ہونے اور
 درمیان میں راویوں کی نسلوں کی نسلیں گزر جانے کے ان
 حدیثوں کا مفہوم تو کیا، کوئی نقطہ، کوئی شوشہ تک نہیں
 بدلتا۔۔۔۔۔ اس انسانی احتیاط اور دیانت داری کے سامنے ادب
 سے سر جھکائے بغیر چارہ نہیں۔^{۲۸}

صحابہ کرام نے قضا کا سلیقہ حضور انور ﷺ سے سیکھا، اُن سے تابعین نے سیکھا، ان
 سے تبع تابعین نے سیکھا۔۔۔۔۔ یہ سلیقہ نسل بعد نسل منتقل ہوتا ہوا علمائے امت تک
 پہنچا۔۔۔۔۔ یہ ایک فطری عمل تھا جو جاری رہا۔۔۔۔۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ اصحاب
 رسول ﷺ میں اصحاب (مرد وزن) ایک سو تیس (۱۳۰) سے اوپر نفوس قدسیہ
 تھے۔۔۔۔۔ ابن حزم (۵۴ھ / ۴-۳۷۶ء) نے لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ (۶۸ھ / ۶۸۸ء) نے صرف فتاویٰ، ضخیم جلدوں میں جمع کئے جو ان کے دریائے فقاہت کا ایک چلو تھا^{۳۰}۔۔۔۔۔ یہ بیس جلدوں میں مرتب ہوئے^{۳۱}۔ بقول شاہ ولی اللہ کثیر الفتاویٰ یہ چار ہیں۔۔۔۔۔ عمر، علی، عبد اللہ بن مسعود، عائشہ، زید بن ثابت، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔۔۔۔۔ بزرگ ترین عمر، علی، عبد اللہ بن مسعود، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔^{۳۲}

چاروں خلفاء کے فقہی اور شرعی فیصلوں پر مشتمل الگ الگ کتابیں شائع ہو گئی ہیں۔۔۔۔۔ ائمہ اربعہ کی کاوشوں پر اہم کام ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ اسلامی حدود کے دائرے کی وسعت کے ساتھ ساتھ تحریر و تبلیغ کا دائرہ بھی وسیع ہوتا گیا۔

حضرت عمر نے تحریری احکام کے ساتھ صحابہ کو مفتوحہ ممالک میں بھیجا۔ مثلاً عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۳۲ھ / ۶۵۲ء) کو ایک صحابی کے ساتھ کوفہ روانہ کیا جو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۱۵۰ھ / ۷۶۷ء) کا مستقر تھا۔ معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۶۰ھ / ۶۷۹ء)، عبد اللہ بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۸۸ھ / ۷۰۶ء)، عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۳-۵۲ھ / ۶۷۲ء) کو بصرہ بھیجا، معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۶-۶۸۰ھ / ۶۸۰ء) کو شام روانہ کیا۔۔۔۔۔^{۳۳}

فتوحات کے ساتھ ساتھ قسم قسم کے مسائل بھی پیدا ہوئے، صرف ایک عشرے کے اندر اندر کتنی فتوحات ہوئیں۔ ملاحظہ فرمائیں :-

- ۱- خالد بن ولید (م۔ ۲۱ھ / ۶۴۲ء) اور ابو عبیدہ بن الجراح (م۔ ۱۸ھ / ۶۳۹ء) رضی اللہ عنہما نے ۱۴ھ / ۶۳۵ء میں دمشق (شام) فتح کیا۔
- ۲- سعد بن ابی وقاص (م۔ ۵۵ھ / ۶۷۴-۵ء) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نومبر ۳۷ھ / ۶۳۵ء ایرانی لشکر کو شکست دے کر ایران فتح کیا۔



مزار مبارک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (م-۲۱ھ / ۶۲۲ھ) (حصہ)

۳- ۱۵ھ / ۶۳ء میں بیت المقدس کے بطریق نے بیت المقدس حضرت عمر کے حوالے کیا۔

۴- ۱۶ھ / ۶۳ء ایرانیوں کا ساسانی پائیہ تخت مدائن فتح ہوا۔ عراق بھی عربوں کے قبضے میں آگیا۔

۵- ۱۷ھ / ۶۳۸ء میں کوفہ و بصرہ کی فوجی چھاؤنیاں حضرت عمر کے حکم سے قائم ہوئیں۔

۶- ۱۹-۲۰ھ / ۶۳۰-۶۳۱ء میں عمرو بن العاص (م- ۲۲ھ / ۶۶۳ء) نے مصر فتح کیا۔

۷- ۲۵-۲۶ھ / ۶۳۳-۶۳۴ء تک ایران کی فتح مکمل ہوئی۔

(۳) حکمت و فقاہت قرآن حکیم کی روشنی میں

قرآن حکیم میں عالم اور غیر عالم کا فرق واضح کیا گیا ہے ^{۳۴} اور عالم و علماء کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے ^{۳۵}۔۔۔۔۔ پھر ان کے درجات بلند کرنے کا بھی ذکر ہے ^{۳۶}۔۔۔۔۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ ہر علم والے پر ایک علم والا ہے ^{۳۷}۔۔۔۔۔ علم کے علاوہ قرآن حکیم میں حکمت کا بھی ذکر ملتا ہے، اس کی شان ہی کچھ اور ہے۔۔۔۔۔ فرمایا، اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی ^{۳۸}۔۔۔۔۔ معلوم ہوا کہ حکمت عنایت خاص ہے اس لئے حضور انور ﷺ نے فرمایا۔۔۔۔۔ جن کے دلوں میں اللہ نے حکمت رکھی وہ جنتی ہیں ^{۳۹}۔۔۔۔۔ یہ بھی فرمایا:۔۔۔۔۔

جس کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ رکھتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے ^{۴۰}۔۔۔۔۔ یہی حکمت سرکار دو عالم ﷺ پر اتاری گئی ^{۴۱} اور اسی حکمت کی آپ ﷺ نے اپنے خاص غلاموں کو تعلیم دی ^{۴۲}۔۔۔۔۔ یہ حکمت جب اپنی انتہا کو پہنچتی ہے ^{۴۳} تو اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ اور سکتہ جماتی ہے۔۔۔۔۔ یہی حکمت والے وہ علم والے اور ذکر والے ہیں جن کے لئے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ جو تمہاری سمجھ میں نہ آئے وہ ذکر کرنے والوں سے پوچھو ^{۴۴}۔۔۔۔۔ ہاں یہی ذکر کرنے والے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔۔۔۔۔ اللہ کے

محبوبوں کو یاد کر نیوالے، اللہ کی کتاب پڑھنے والے، اللہ کے دن یاد کرنے والے، اللہ کے انعامات و احسانات ماننے والے ہیں۔۔۔۔۔ ہاں ہر گز ہر گز ان سے پیٹھ پھیر کر بے نیاز نہ ہونا، ان کے ہمیشہ نیاز مند رہنا۔۔۔۔۔ کیونکہ عقل و حکمت انہیں کے پاس ہے و ما یعقلها الا العالمون^{۴۵}۔۔۔۔۔ یعنی عقل اور حکمت و فقاہت علماء ربانین کے پاس ہے، سب کے پاس نہیں اس لئے حضور انور ﷺ نے فرمایا۔۔۔۔۔ ربانین، علماء، فقہاء ہو! ^{۴۶}

قرآن حکیم میں سوال کیا گیا۔۔۔۔۔ ”کیا جاننے والا اور نہ جاننے والا برابر ہے“ ^{۴۷}۔۔۔۔۔ یعنی قرآن و حدیث اور علم فقہ جاننے والا اور نہ جاننے والے۔۔۔۔۔ مجتہدین و محدثین ہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے حضور انور ﷺ نے فرمایا۔۔۔۔۔ ”تم ان لوگوں میں سے ہو جن کے ساتھ رہنے کیلئے میں مامور ہوں ^{۴۸}۔۔۔۔۔ یہی پختہ علم والے ہیں ^{۴۹}۔۔۔۔۔ انہیں کیلئے فرمایا۔۔۔۔۔ اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں ^{۵۰}۔۔۔۔۔ یہ ذی اختیار لوگ، یہ پختہ علم والے، یہ حکمت والے وہی ہیں جن کی حضور انور ﷺ نے تعریف کی، جو حکیمانہ فیصلے کرے اور اس کی تعلیم دے اور اپنی طرف سے کوئی تکلف نہ کرے ^{۵۱}۔۔۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ حکام، علماء کے تابع ہوتے ہیں اس لئے قرآن حکیم میں جن اولی الامر کی اطاعت کے لئے کہا گیا ہے وہ علماء حق ہیں ^{۵۲}۔۔۔۔۔ حکام تو حکم نافذ کرتے ہیں، حکم دینے والے علماء حق ہوتے ہیں۔ ہاں انہیں کی اقتداء کا ہمیں حکم دیا اور فرمایا وہی راسخون فی العلم ہیں، انہیں کے لئے فرمایا کہ تاویل و تفسیر آیات اللہ راسخون فی العلم جانتے ہیں ^{۵۳} اور راسخون فی العلم وہ ہیں جو علم سینہ یعنی علم نافع سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔۔۔۔۔ ہر کس و ناکس راسخون فی العلم نہیں۔۔۔۔۔ ہاں صرف دماغ کافی نہیں یہاں دل کی بھی ضرورت ہے بلکہ دل ہی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہر آیت کا ظاہر و باطن ہے اور ہر ایک کی ابتدا و انتہا ہے۔۔۔۔۔ ہم تو وہ بھی نہیں جانتے جو ہمارے سامنے ہے اور کیا جانیں گے؟۔۔۔۔۔ اندر کا جاننا کوئی آسان

کام نہیں ہے۔۔۔۔۔ ہر کتاب کا باطن ہے اس کو جانے بغیر کتاب کا جاننا ممکن نہیں اس لئے انہیں کی پیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے۔۔۔۔۔ ہم سے پہلے ہمارے امام ہیں جن کی ہم اقتداء کرتے ہیں اور بعد والے ہماری اقتداء کریں گے ۵۴۔۔۔۔۔ اس حدیث کی رو سے فقہاء امام کہلائے اور ان کے پیچھے چلنے والے ان کے مقلد کہلائے یہ ایک فطری عمل ہے جس کی طرف حضور انور ﷺ نے اشارہ فرمایا۔۔۔۔۔ قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کی سمجھ رکھنے والے اور قرآن و حدیث سے مسائل نکالنے والے اور ہی ہیں ۵۵۔۔۔۔۔ ہر کس و ناکس کا نہ یہ فریضہ ہے اور نہ یہ کام کہ قرآن و حدیث سے فقہی احکام تلاش کرتا پھرے۔۔۔۔۔ تلاش کرنے والے ہی اور ہیں، تائید الہی جن کے شامل حال ہے ۵۶۔۔۔۔۔ جو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے ۵۷۔۔۔۔۔ وہی کہتے ہیں جو حق ہے۔۔۔۔۔ جو گفتار و کردار میں اللہ کی برہان ہیں۔۔۔۔۔ ہم کیا اور ہمارا علم کیا؟۔۔۔۔۔ ہم تو عربی بھی نہیں جانتے۔۔۔۔۔ ہم تو علوم قرآن و حدیث سے بھی واقف نہیں۔۔۔۔۔ ماشاء اللہ باتیں بہت کرتے ہیں۔۔۔۔۔

حضور انور ﷺ نے احادیث سے مسائل نکالنے والے مجتہدین فقہاء کو ایک لطیف تمثیل سے سمجھایا ہے۔۔۔۔۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۴۴ھ / ۶۶۴ء) فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا:۔۔۔۔۔

جو ہدایت اور دین اللہ سبحانہ نے مجھے دے کر بھیجا ہے اس کی مثال بارش کی سی ہے جو زمین پر پڑی۔۔۔۔۔ زمین کے حصے نے جو بہت عمدہ تھا خوب پانی پیا گھاس اور سبزہ اچھا اگایا اور ایک حصہ جو بخر تھا اس نے پانی کو سمیٹ لیا، اس کے ذریعے اللہ سبحانہ نے دوسروں کو فائدہ پہنچایا۔ خود پانی پیادوسروں کو پلایا لیکن زمین کا ایک حصہ جو چٹیل تھا اس نے نہ پانی روکا نہ گھاس اگایا، یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ سبحانہ کے دین میں تقفہ کیا اور اللہ سبحانہ نے اسے دین سے فائدہ دیا اس نے خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔۔۔۔۔ ۵۸

(۴) تقلید قرآن و حدیث کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔۔۔۔۔ پھر ہم نے تم پر وحی بھیجی کہ دین ابراہیمی کی پیروی کرو جو ہر باطل سے الگ تھا اور مشرک نہ تھا^{۵۹}۔۔۔۔۔ دین ابراہیمی ہی دین اسلام ہے جو روز اول سے چلا آرہا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔۔۔ ”بے شک اللہ کے نزدیک دین تو اسلام ہی ہے“^{۶۰}۔۔۔۔۔ یہود و نصاریٰ نے الگ الگ راہیں نکالیں اور لوگوں کو دعوت دی، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔۔۔۔۔ اور کتابی بولے یہودی و نصرانی ہو جاؤ، راہ پاؤ گے، تم فرماؤ ہم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں اور وہ ہر باطل سے جدا تھے اور مشرکوں سے نہ تھے^{۶۱}۔۔۔۔۔ اللہ کے نزدیک یہودیت اور نصرانیت کی کوئی حقیقت نہیں، صرف ’مسلمان‘ ایک حقیقت ہے یہی وہ نام ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھا ہے^{۶۲}۔۔۔۔۔ ان آیات سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تقلید شخصی فرض ہے، ایسا نہ ہوتا تو حضور ﷺ سے یہ نہ کہا جاتا۔۔۔۔۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ سراط مستقیم پر چلنے والوں کے قولی یا علمی و عملی آثار کو مٹانا نہیں چاہئے کیوں کہ وہ ایک تاریخی عمل کا حصہ ہیں۔۔۔۔۔ دین اسلام حضرت آدم علیہ السلام سے چلا آرہا ہے، جو امین نور مصطفیٰ ﷺ تھے۔ ہر نبی اور رسول نے یہی پیش کیا، پھر یہ دین برسہا برس ارتقائی منزلیں طے کرتا ہوا حضور ﷺ کے عہد مبارک میں مکمل ہوا اور اعلان کر دیا گیا۔۔۔۔۔

”آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی

نعمتیں پوری کر دیں“^{۶۳}

حضور اکرم ﷺ تخلیق کائنات کا نقطہ آغاز ہیں^{۶۴}۔۔۔۔۔ آپ خلقت میں اول ہیں بعثت میں آخر۔۔۔۔۔ اسلام کے نقطہ آغاز بھی نقطہ انجام بھی۔۔۔۔۔ اسلام کے سفر کی ابتداء بھی اور اسلام کے سفر کی انتہا بھی۔۔۔۔۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!

قرآن حکیم میں حضور انور ﷺ سے دین ابراہیمی کی پیروی کے لئے کہا گیا ہے، ۶۵۔۔۔۔۔ حضور انور ﷺ کو پیروی کی کیا ضرورت تھی مگر بتایا یہ جارہا ہے کہ تاریخی عمل کو جاری رہنا چاہیے۔۔۔۔۔ صحابہ کرام نے حضور انور ﷺ کی تقلید کی، جو مسئلہ سامنے آتا، آپ ہی سے دریافت کرتے جس کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے ۶۶۔۔۔۔۔ حضور اکرم ﷺ کے تمام صحابہ نے کبار صحابہ سے پوچھا، اس طرح ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ، کبار صحابہ کے مقلد ہوئے حالانکہ سب ہی نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا تھا اور سب ہی نے باتیں سنی تھیں، مگر دین کی سمجھ کچھ اور ہی چیز ہے جس نے کبار صحابہ کو ممتاز کر دیا۔۔۔۔۔ پھر صحابہ کرام کی تقلید ان حضرات نے کی جنہوں نے حضور انور ﷺ کی زیارت نہیں کی اور جن کو ہم تابعین کہتے ہیں، پھر تابعین کی تقلید ان حضرات نے کی جنہوں نے صحابہ کرام کی زیارت نہیں کی جنہیں ہم تبع تابعین کہتے ہیں۔۔۔۔۔ صدیوں کانوں اور زبانوں کے ذریعے علم پھیلا۔۔۔۔۔ کاغذ و قلم کیاب تھے۔۔۔۔۔ لکھنے والے بہت قلیل۔۔۔۔۔ عام طور پر کتابیں میسر نہ تھیں۔۔۔۔۔ جو کتاب لینا چاہتا کتاب نقل کرنے کے لئے کاتبوں کو کتب خانوں میں مہینوں بٹھاتا تب کہیں جا کر ایک کتاب میسر آتی۔۔۔۔۔ کتابوں کی فراوانی کے اس دور میں ہم ماضی کی ان مشکلات کا تصور تک نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ جب صورت ایسی جائےگی تھی تو مسلمانان عالم، محدثین و فقہا سے بے نیازی کا تصور تک نہیں کر سکتے تھے۔۔۔۔۔ چودہ صدیوں تک تقلید سے چھٹکارا پانے کی بات نہ ہوئی۔۔۔۔۔ آزادی کا زمانہ بیت گیا۔۔۔۔۔ غلامی کا زمانہ آگیا۔۔۔۔۔ ہر گوشے سے باتیں ہانے والے نکل پڑے۔۔۔۔۔ جو ان جو پہلے ہی حیران و پریشان تھے۔۔۔۔۔ وہ ایسی باتیں سن سن کر اور حیران ہو رہے ہیں جو کبھی نہ سنی تھیں۔۔۔۔۔ اقبال نے سچ کہا

کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

بلاشبہ تقلید ایک تاریخی عمل تھا جو جاری رہا اور اسی تسلسل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور انور ﷺ نے فرمایا۔۔۔۔۔ سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر اس کے بعد کا زمانہ، پھر اس کے بعد کا زمانہ ۶۷۔۔۔۔۔ جن کا اوپر ذکر کیا گیا جن کو ہم ائمہ اربعہ کہتے ہیں وہ انہیں مبارک زمانوں میں ہوئے اکثر لوگوں کو اس کا علم تک نہیں۔۔۔۔۔ حضرت

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ^{۶۸} (م۔ ۱۵۰ھ / ۷۶۷ء) زمانہ تابعین میں پیدا ہوئے اور اسی زمانے میں انتقال فرمایا گویا ”خیر القرون“، میں پیدا ہوئے اور ”خیر القرون“، میں انتقال فرمایا جس مبارک زمانے کی دوسرے زمانوں سے برتری کی حضور ﷺ نے بشارت دی۔۔۔۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ ^{۶۹} (م۔ ۱۷۹ھ / ۷۹۵ء) زمانہ تابعین میں پیدا ہوئے اور زمانہ تبع تابعین میں انتقال فرمایا۔۔۔۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ^{۷۰} (م۔ ۲۰۴ھ / ۸۱۹ء) اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ^{۷۱} (م۔ ۲۴۱ھ / ۸۵۵ء) زمانہ تابعین میں پیدا ہوئے اور زمانہ تبع تابعین میں انتقال فرمایا۔۔۔۔ غور کریں گے تو معلوم ہو گا کہ چاروں کے چاروں امام جن کے مقلدین سارے عالم میں پھیلے ہوئے ہیں اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت کہلاتے ہیں ”خیر القرون“، میں پیدا ہوئے اور ”خیر القرون“ میں زندگی بسر کی جس کی بہتری اور برتری کی حضور ﷺ نے ضمانت دی، ان چاروں مذاہب ^{۷۲} (سلاسل فکر اسلامی) کا ماخذ وہی ہے جو عمد رسالت مآب ﷺ اور عمد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تھا۔ یعنی قرآن، حدیث، اجماع صحابہ اور قیاس۔۔۔۔ اب انسان خود سوچ سکتا ہے کہ ”خیر القرون“ کی شخصیات واجب الطاعت ہیں یا ”شر القرون“ کی شخصیات؟۔۔۔۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا، وہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ہم نے حضور ﷺ کو خود دیکھا اور سنا ہے ہم کو کسی تقلید کی ضرورت نہیں مگر ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا بلکہ فقہا اور کبار صحابہ کی تقلید کی کیوں کہ قرآن کا یہی حکم تھا ^{۷۳}۔۔۔۔ تو تقلید سنت رسول بھی ہے اور سنت صحابہ بھی، سنت تابعین بھی تبع تابعین بھی، سنت صلحاء امت بھی۔۔۔۔

یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ یہ تقلید کوئی نئی چیز نہیں بلکہ تقلید نہ کرنا نئی چیز ہے اور سنت رسول اور سنت صحابہ کے خلاف ہے۔۔۔۔ جو تقلید سے دور کرتا ہے، جو ہم کو ہمارے ماضی سے دور کرتا ہے اور جو ماضی سے دور کر کے حال کی اندھیرویوں میں گم کرتا ہے وہ محسن نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ ذرا غور فرمائیں، حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو قرآن پڑھ کر سنایا، قرآن پڑھنا سکھایا ان کے دل پاک کئے اور ان کو حکمت سکھائی ^{۷۴}۔۔۔۔ بعد

میں آنے والوں نے یہ ذمہ داریاں ایک ایک کر کے سنبھالیں۔۔۔۔۔ حفاظ و قراء نے قرآن پڑھنا سکھایا، اولیاء و صلحاء نے دلوں کو پاک کیا، علماء فقہا نے علم و حکمت سکھائی۔۔۔۔۔ اور اس عملی تسلسل کو باقی رکھا جس کا آغاز حضور انور ﷺ نے کیا۔۔۔۔۔ ہم ان کو چھوڑ کر ان کا دامن کیوں پکڑیں جو یقین تک پہنچنے کے بعد پھر شک کی راہ پر چلانا چاہتے ہیں، جو عہد نبوی سے شروع ہونے والے نظری و عملی تسلسل کو مٹانے پر آمادہ ہیں۔۔۔۔۔

۵۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حیات و خدمات)

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان (یازوطی) ۷۵ھ فارس سے تعلق رکھتے تھے اور ایک روایت کے مطابق شاہان فارس کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پردادا فارس سے ہجرت کر کے کوفہ میں آباد ہوئے جو دریائے فرات کے کنارے آباد ہے اور جو ۷۱ھ / ۶۳۸ء میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۷۶ھ (م۔ ۲۳ھ / ۴-۶۳۳ء) کے حکم پر حضرت سعد بن امی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۵۵ھ / ۵-۶۷۲ء) نے آباد کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ دور بین نے وہ کچھ دیکھ لیا تھا جو دوسرے نہ دیکھ سکے،۔۔۔۔۔ آپ نے کوفہ کو ان القاب سے نوازا:۔۔۔۔۔

کنز الایمان (ایمان کا خزانہ) ۷۷

رأس الاسلام (اسلام کا سر تاج)

رأس العرب (عرب کا تاج)

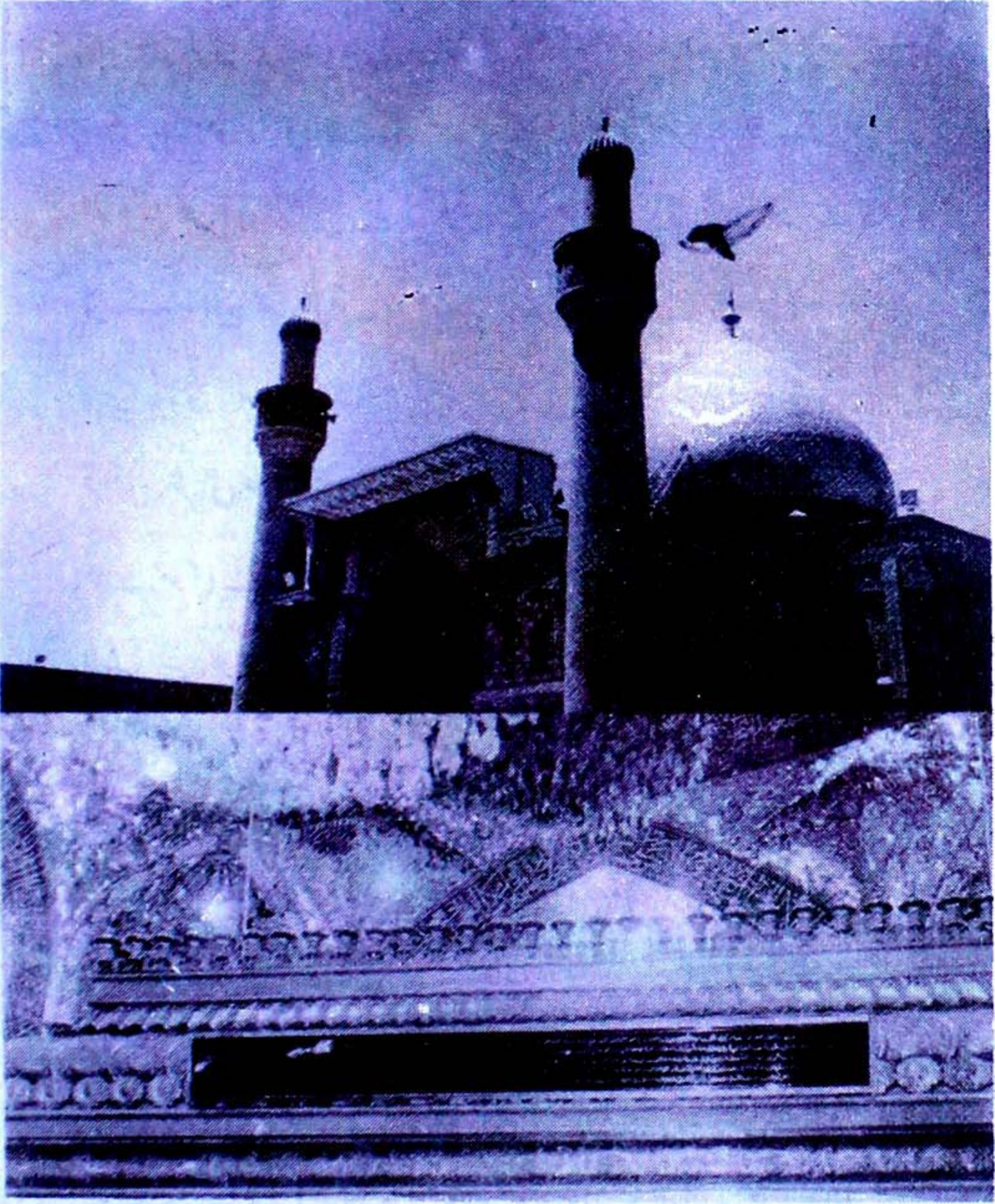
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھ لیا تھا کہ یہ شہر مستقبل میں صحابہ و تابعین، تبع تابعین، مجتہدین و محدثین کا ایک عظیم مرکز بنے گا، ۷۱ھ / ۶۳۸ء میں سعد بن امی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس ہزار نفوس کے ساتھ مدائن چھوڑ کر کوفہ میں آباد ہوئے۔ اس طرح کوفہ کی پہلی آبادی صحابہ و تابعین پر مشتمل تھی، حضرت علی (م۔

۳۰ھ / ۶۶۰ء)، حضرت عبداللہ بن مسعود (م۔ ۳۲ھ / ۶۵۲ء)، حضرت عمار یاسر (م۔ ۳۷ھ / ۶۵۷ء) رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ یہاں رہے^{۷۸}۔۔۔۔۔ بقول ابن سعد (م۔ ۲۳۰ھ / ۸۴۴ء) ایک ہزار پچاس صحابہ، ۲۳ بدری صحابہ کوفہ میں تشریف رکھتے تھے^{۷۹}۔۔۔۔۔ ۲۰ھ / ۶۴۰ء میں حضرت عمر نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھیجا۔۔۔۔۔ حضرت عمر نے فرمایا:

علم سے بھرا ہوا برتن ہے^{۸۰} ان کے دم سے کوفہ علم و حدیث کا مرکز تھا۔۔۔۔۔ ابن تیمیہ (م۔ ۷۲۸ھ / ۱۳۲۲ء) نے سچ کہا:۔۔۔۔۔ مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ اور شام پانچ شہر ایسے ہیں جن سے علوم نبوی یعنی ایمانی، قرآنی، شرعی علوم نکلے۔^{۸۱}

یا قوت حموی نے سفیان بن عیینہ (م۔ ۱۹۸ھ / ۸۱۳ء) سے نقل کیا کہ، قرأت مدینہ والوں سے، حرام و حلال کی باتیں کوفہ والوں سے^{۸۲} (سیکھی جائیں) الغرض کوفہ اپنی جلالت و عظمت کے لحاظ سے تاریخ اسلام میں نہایت ممتاز ہے۔۔۔۔۔ یہیں ۸۰ھ / ۶۹۹ء میں امام ابو حنیفہ پیدا ہوئے۔۔۔۔۔ یہی حضرت علی کرم اللہ الکریم کا دار الخلافہ بنا، عجم و عرب کا سنگم تھا اور علم و دانش کا عظیم مرکز۔۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اسماعیل بن حماد (م۔ ۲۱۲ھ / ۸۲۷ء) کے مطابق آپ کے دادا نعمان بن مرزبان اہل فارس سے تھے^{۸۳}۔۔۔۔۔ آپ کے دادا کا نام نعمان تھا غالباً لقب زوطی تھا شاید اس لئے کہ آپ کے خاندان کا تعلق ہندوستان کے ایک قبیلے جاٹ سے تھا۔ امام ابو حنیفہ کا نام بھی دادا پر نعمان رکھا جو گل لالہ پھول کی ایک قسم ہے جس کا رنگ سرخ ہوتا ہے، خوشبو نہایت روح پرور و دل آویز، آغاز بہار میں پہاڑ کے دامن میں اپنی بہار دکھاتا ہے^{۸۴}۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے بہار اول میں پیدا ہوئے اور اپنی خوشبو سے سارے عالم کو معطر کر دیا۔۔۔۔۔ اگر نعمان نعمت سے بنا ہے تو آپ کی ذات مسلمانوں کے لئے اللہ کی بڑی نعمت ہے۔^{۸۵}

مزار مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔



خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم (م-۴۰ھ / ۶۶۰ھ) کا مزار مبارک (نجف اشرف)
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے جد امجد سے آپ کے خوشگوار مراسم تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ----

سب سے اچھے لوگ میرے زمانے کے پھر دوسرے پھر تیسرے زمانے کے۔^{۸۶}
دور اول ۱۰ھ تک رہا اس دور میں امام ابو حنیفہ پیدا ہوئے آخری صحابی کے وصال
کے وقت ایک روایت کے مطابق آپ کی عمر ۳۰ سال تھی دوسری روایت کے مطابق
۵۱ سال یعنی آپ کی ولادت دور اول میں ہوئی اور وصال دور ثانی میں ---- خیر القرون
آپ کی زندگی کا زمانہ ہے ----

حضور ﷺ نے فرمایا: ----

ایسے مسلمان کو آگ نہ لگے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔^{۸۷}
ایک حدیث میں اس طرح فرمایا کہ صحابہ و تابعین کی برکت سے لشکروں کو فتح
ہوگی^{۸۸}۔ کوفہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا آپ کے والد ثابت کو چین
میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں لے گئے تھے ---- حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے فروطی کے خاندان اور ثابت کو دعاؤں سے نوازا^{۸۹}، انہیں کی دعاؤں سے اللہ
تعالیٰ نے ان کو امام ابو حنیفہ جلیل القدر فرزند عطا فرمایا ---- امام ابو حنیفہ کے دادا
زوطی کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خوشگوار تعلقات تھے ایک مرتبہ جشن نوروز کے
موقعہ پر آپ نے حضرت علی کی خدمت میں فالودہ پیش کیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے فرمایا: ----

نوروزنا کل یوم

(ہمارا نوروز یعنی عید تو ہر دن ہے)^{۹۰}

امام ابو حنیفہ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے جب کہ عبد الملک بن مروان (م۔
۸۶ھ / ۷۰۵ء) کی حکومت تھی جس کی حکومت کا دائرہ مشرق و مغرب میں اور جنوب
و شمال میں حجاز، عراق سے لے کر شام، ایشیاء کوچک، ترکستان، ایران، افغانستان،
پاکستان میں شہر ملتان تک پھیلا ہوا تھا ولید کا دور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

نو عمری یا جوانی کا دور تھا۔ اور حجاج بن یوسف (م۔ ۹۵ھ / ۴-۱۳۷ء) عراق کا گورنر تھا۔۔۔۔۔ ماہ شوال جمعۃ المبارک ۵۰ھ میں آپ نے کوفہ ہی میں وفات پائی جب کہ خلیفہ منصور کی حکومت تھی۔۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ نے قرآن حکیم قرأت عاصم کے مطابق حفظ کیا۔ ۸۶ھ / ۸۸ھ اور ۸۸ھ، ۸۹ھ میں نحو و ادب و شاعری میں مہارت پیدا کی۔۔۔۔۔ علوم عقلیہ میں اتنا نام پیدا کر لیا کہ آپ کی طرف انگلیاں اٹھنے لگیں^{۹۱}۔

۹۵ھ-۹۸ھ میں مناظرے میں بھی مہارت پیدا کی۔۔۔۔۔ ۹۹ھ، ۱۰۳ھ مذاکرہ حدیث کے حلقوں میں شرکت کی۔۔۔۔۔ ۱۰۴ھ-۱۲۰ھ میں استنباط و استخراج مسائل کے لئے حماد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔۔۔۔۔

خلیفہ ابو جعفر منصور (۱۵۸ھ، ۷۷۴ء) کے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا:

میں نے فاروق اعظم، علی مرتضیٰ، عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ

ابن مسعود کا علم حاصل کیا ہے^{۹۲}۔۔۔۔۔

طلب علم میں مصروف ہوئے تو اتنا علم حاصل کیا کہ جتنا ان کو حاصل ہوا ان کے عہد میں کوئی حاصل نہ کر سکا۔۔۔۔۔^{۹۳}

امام ابو حنیفہ کے اساتذہ میں صحابہ اور اکابر تابعین تھے۔ صحابہ میں حضرت انس بن مالک، (م۔ ۹۱ھ / ۱۰-۷۰۹ء) حضرت عبداللہ بن حارث (۷۷ھ، ۱۶-۱۵۷ء)، حضرت عبداللہ بن اونی (۸۹ھ، ۸-۷۰۷ء) رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ۔

امام ابو حنیفہ نے حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مستفیدین سے ۹۶ھ اور اس کے بعد فیض حاصل کیا^{۹۴}۔۔۔۔۔ تابعین میں محدث کبیر امام شعبی (م۔ ۱۰۴ھ، ۷۲۲ھ) سے فیض حاصل کیا جنہوں نے ۵۰۰ صحابہ کی زیارت فرمائی^{۹۵}۔۔۔۔۔ علم حدیث میں حجاز و عراق میں ان کا ثانی نہ تھا۔۔۔۔۔ ان کے اس قول سے فقہہ و محدث کا فرق واضح نظر آتا ہے۔۔۔۔۔

ہم فقہاء نہیں ہیں ہم تو احادیث سن کر فقہاء کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔^{۹۶}

امام ابو حنیفہ کے اساتذہ میں امام حماد بن سلیمان (م-۱۲۰ھ، ۷۳۷ھ) صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ کی اپنی چار ہزار مرویات میں صرف دو ہزار مرویات امام حماد سے تھیں۔۔۔۔۔ ابو محمد عبداللہ بن حسن بن حسن (۱۲۵ھ / ۷۶۲ء) بھی اساتذہ میں سے تھے^{۹۷}۔۔۔۔۔ امام کے سارے اساتذہ کا تعلق ”خیر القرون“ سے ہے۔۔۔۔۔ مخصوص اساتذہ کی تعداد ۷۴ ہے، ویسے بہت ہی زیادہ ہے بقول ملا علی قادری (۳۲۲ھ / ۱۰۱۴ء) ۴ ہزار لگ بھگ ہے۔^{۹۸} چونکہ امام حماد (۷۴ھ، ۹۱-۹۰ء) نے امام ابو حنیفہ کے ذہن میں یہ بات بٹھادی تھی کہ فقہہ کی مجتہدانہ تحقیق حدیث کی تکمیل کے بغیر ممکن نہیں اس لئے امام ابو حنیفہ نے سعی و اہتمام کے ساتھ حدیث کی تکمیل کی اور ایک بڑا ذخیرہ جمع کیا، خود فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔

میرے پاس حدیث کے صندوق بھرے ہوئے موجود ہیں مگر میں نے ان میں سے تھوڑی سی حدیثیں نکالی ہیں جن سے لوگ نفع اندوز ہوں۔۔۔۔۔^{۹۹} وہ جو حدیث پیش کرتے ہیں بقول امام بخاری کے استاد علی بن جعد جوہری کے:۔۔۔۔۔

امام ابو حنیفہ جب بھی حدیث پیش کرتے ہیں تو موتی کی طرح آبدار ہوتی ہے۔^{۱۰۰} امام ابو حنیفہ علم حدیث میں ماہر تھے اور مجتہد وقت تھے۔۔۔۔۔ بقول شاطبی (م-۹۰ھ / ۸۸۸ء) اجتہاد صرف اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو دو خوبیوں سے متصف ہو۔۔۔۔۔

- ۱۔۔۔۔۔ ایک یہ کہ پوری شریعت کے مقاصد کو سمجھتا ہو۔
 - ۲۔۔۔۔۔ دوسرے یہ کہ مسائل نکالنے کی قدرت بھی رکھتا ہو۔^{۱۰۱}
- امام ابو حنیفہ میں یہ قدرت درجہ کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اور یہ سلیقہ انہوں نے حدیث ہی سے سیکھا تھا۔۔۔۔۔ حضور انور ﷺ نے قیاس اور رائے کا سلیقہ سکھایا۔۔۔۔۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ بہن نے حج کی نذر مانی تھی وہ مر گئی۔۔۔۔ آیا اس کی طرف سے حج کرایا جائے یا نہیں؟۔۔۔۔ فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو ادا کرتا یا نہیں؟۔۔۔۔ عرض کیا۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ فرمایا۔۔۔۔ تو ادا کر، خدا کا حق زیادہ ہے^{۱۰۲}۔۔۔۔ آپ نے فوراً حکم صادر نہ فرمایا۔۔۔۔ بلکہ قیاس کا سلیقہ بنا کر حکم صادر فرمایا۔۔۔۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے نوے ہزار سے زیادہ مسائل مدون فرمائے۔^{۱۰۳}

یحییٰ بن معین (۲۳۳ھ، ۸۴۷ء) نے لکھا ہے:۔۔۔۔

امام ابو حنیفہ اہل صدق میں سے تھے اور ان پر کبھی جھوٹ کا الزام نہیں لگایا گیا۔۔۔۔^{۱۰۴}

جب دنیوی امور میں جھوٹ کا الزام نہیں لگایا گیا تو دینی امور میں جھوٹ کا وقوع عقل سلیم سے بہت بعید ہے۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ نے مدینہ منورہ میں حضرت باقر رضی اللہ عنہ (۱۱۳ھ / ۷۳۲ء) کی زیارت کی، انہوں نے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا، ایک مدت آپ کی خدمت میں حاضر رہے، آپ کے صاحبزادے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ (م۔ ۱۴۸ھ / ۷۶۵ء) سے بھی فیض حاصل کیا جو تقریباً ہم عمر تھے۔۔۔۔ یوں امام ابو حنیفہ خاندان نبوت سے فیض یافتہ ہوئے۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ نے ۱۶ یا ۲۰ صحابہ کی زیارت کی مثلاً حضرت انس بن مالک (م۔ ۹۳ھ / ۱۲-۱۱ء)، حضرت سہل بن سعد (م۔ ۹۱ھ / ۱۰-۹ء) اور حضرت ابو طفیل عامر بن واظہ (م۔ ۱۱۶ھ / ۳۴ء) حضرت عبداللہ بن اوفی وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔

حرم شریف میں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن حارث (م۔ ۹۶ھ / ۱۳ء)

کے درس حدیث میں شریک ہوئے اور ان کو یہ کہتے ہوئے سنا:۔۔۔۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے اللہ کی

دین کی مکمل سمجھ اور اس کا علم حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے اور

اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں کا اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔^{۱۰۵}

مشہور حدیث ” طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم “، امام ابو حنیفہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے^{۱۰۶}۔۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ نے حدیث کی طرف توجہ دی، اس وقت تک انفرادی مجموعوں کے علاوہ صحابہ اور تابعین کو احادیث زبانی یاد تھیں۔۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ نے بکثرت محدثین سے حدیثیں سماعت فرمائیں جن میں بعض صحابی بھی تھے اور اکثر تابعین میں سے تھے۔۔۔۔۔ کوفہ کے علاوہ بصرہ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ (م۔ ۱۱۱ھ / ۷۳۵ء) سے تحصیل حدیث فرمائی۔ جنہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (م۔ ۹۱ھ / ۷۱۰-۷۰۹ء) سے احادیث روایت کیں۔۔۔۔۔ بصرہ بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آباد کرایا، یہ شہر بھی وسعت علم اور اشاعت حدیث کے لحاظ سے کوفہ کا ہم پلہ رہا۔

امام ابو حنیفہ نے اپنی مرویات کو کتاب الآثار کے نام سے مدون فرمایا لیکن امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ انہوں نے حدیث کا پہلا مرتب و منظم مجموعہ مؤطا کے نام سے مدون فرمایا پھر ان کے شاگرد شہاب زہری نے سند کے ساتھ جمع و نظم کے ساتھ تدوین حدیث کی بنیاد ڈالی، اس کے بعد امام احمد بن حنبل (م۔ ۲۴۱ھ / ۸۵۵ء)، امام بخاری (م۔ ۲۵۶ھ / ۷۶۹ء)، امام مسلم (م۔ ۲۶۱ھ / ۸۷۲-۵ء)، ابن ماجہ (م۔ ۲۷۳ھ / ۸۷۶ء)، امام ترمذی (م۔ ۲۷۹ھ / ۸۹۲ء) وغیرہ نے کتب و احادیث مرتب کیں۔ لیکن کتاب و سنت سے مسائل کے استخراج اور علم شریعت کی کتب و ابواب کے ساتھ باقاعدہ تدوین کی خدمت میں امام ابو حنیفہ پر کوئی سبقت نہیں رکھتا^{۱۰۷}۔۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ نے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ جا کر تحصیل حدیث فرمائی۔۔۔۔۔ مکہ معظمہ میں مشہور تابعی عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ (م۔ ۱۱۵ھ / ۷۳۳ء) اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۶۸ھ / ۶۸۷ء) کے شاگرد عکرمہ (م۔ ۱۰۵ھ / ۷۲۳ء) سے تحصیل حدیث فرمائی جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (م۔ ۶۵ھ / ۶۷۶ء)، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (م۔ ۷۴ یا ۸۶ھ / ۶۹۳ یا ۷۰۵ء) سے احادیث سماعت فرمائی تھیں۔۔۔۔۔

اموی سلطنت کے آخری دور حکومت میں ظلم و ستم کی وجہ سے امام ابو حنیفہ مکہ روانہ ہوئے

لور وہاں ۳۰ھ / ۷۴۷ء سے ۳۶ھ / ۷۵۳ء تک قیام فرمایا^{۱۰۸}۔۔۔۔

قیام مکہ کے زمانے میں محدث یا سین زیات نے اعلان فرمایا:۔۔۔۔۔

امام ابو حنیفہ کے ہاں آیا جایا کرو کیونکہ ایسا آدمی پھر بتانے کے لئے

نہیں ملے گا۔۔۔۔۔ اگر اس شخص کو تم نے کھودیا تو علم کی بہت بڑی

مقدار کھودی^{۱۰۹}۔۔۔۔۔

چنانچہ محدث عبداللہ بن مبارک (م۔ ۸۱ھ / ۷۹۷ء) نے حرم کعبہ میں لوگوں

کے ہجوم اور محدثین و فقہاء کے درمیان امام ابو حنیفہ کو فتوے دیتے دیکھا^{۱۱۰}۔۔۔۔۔ مکہ

مکرمہ میں آپ کی قیام گاہ پر اصحاب فقہ اصحاب حدیث کا ہجوم ہو گیا^{۱۱۱}۔۔۔۔۔ امام لیث

(م۔ ۱۴۳ھ / ۷۶۰ء) مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ کی زیارت کے

لئے لوگ ٹوٹے پڑ رہے ہیں^{۱۱۲}۔۔۔۔۔ ابو حنیفہ تابعین میں سے تھے^{۱۱۳}۔۔۔۔۔ ابن سعد

(م۔ ۲۳۰ھ / ۵-۸۴۴ء) نے آپ کو تابعین کے طبقہ پنجم میں شامل کیا

ہے^{۱۱۴}۔۔۔۔۔ مدینہ منورہ میں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (م۔ ۵۱ھ / ۷۱۷ء)

کے خادم سلیمان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت سالم بن عبداللہ (م۔

۱۰۶ھ / ۷۲۴ء) سے احادیث سماعت فرمائیں۔ امام ابو حنیفہ نے چار ہزار اشخاص سے

حدیثیں روایت کیں۔ ابو حنیفہ کے اکثر اساتذہ تابعین میں تھے۔۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ نے

بے شمار محدثین سے احادیث کا ذخیرہ حاصل کر کے یک جا کیا پھر اس پر فقہ کی بنیاد

رکھی۔۔۔۔۔ اس زمانے میں کتاب و کتابت اتنی عام نہ تھی اس لئے اندازہ لگایا جاسکتا ہے

کہ احادیث کے جمع کرنے میں آپ نے کتنی مشقت برداشت کی ہوگی اور کتنی محنت کی

ہوگی؟۔۔۔۔۔

امام ابو حنیفہ نے حدیث کی طرف اس لئے توجہ فرمائی کہ قرآن کے حکم کے مطابق

حدیث فقہ کی بنیاد ہے، حدیث تابع قرآن اور شارح قرآن ہے، قرآن کا علم بھی ہمیں

حدیث ہی سے ملا ہے ورنہ قرآن کی معرفت کا کوئی اور ذریعہ نہیں۔۔۔۔۔ حدیث سے انکار حقیقت میں قرآن سے انکار ہے کسی مسلمان سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ یہ جرأت کرے۔

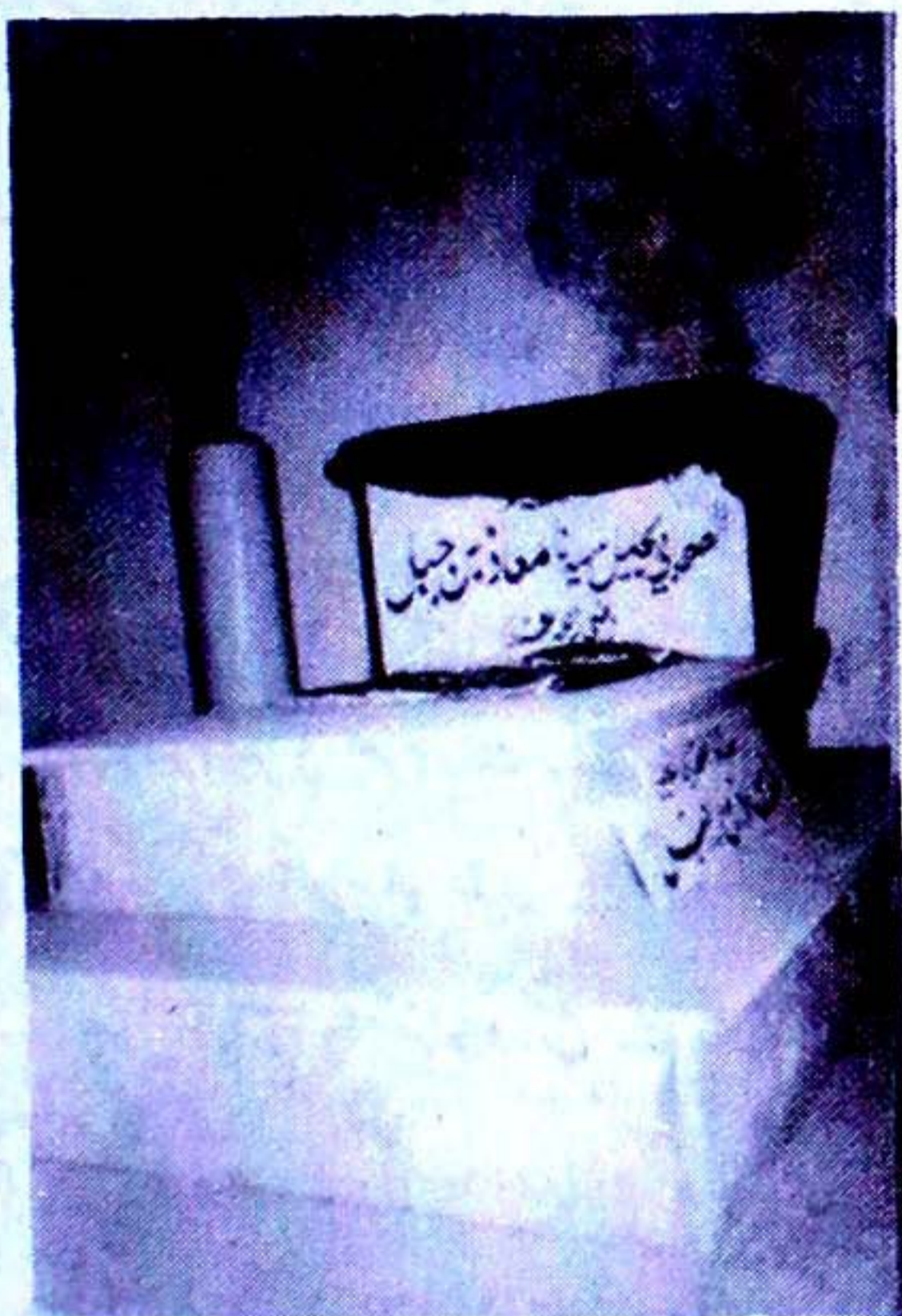
حضور اکرم ﷺ کی حیات ظاہری میں صحابہ کرام آپ سے مسائل پوچھ لیا کرتے تھے، پردہ فرمانے کے بعد ممتاز صحابہ کرام سے باقی صحابہ مسئلہ پوچھتے، جب وہ بھی اٹھنے لگے تو اللہ نے اپنے کرم سے امام ابو حنیفہ کو بھیجا جن کے متعلق قرآن و حدیث میں پہلے ہی پیش گوئی کر دی گئی تھی۔۔۔۔۔ آپ نے بھری ہوئی احادیث کو جمع کیا منتشر فیصلوں کو مرتب کیا اور خود قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ کی روشنی میں ہزاروں فیصلے کئے۔۔۔۔۔ ان فیصلوں کو نہ ماننا اور من مانی پر عمل کرنا عجائبات عالم میں سے ایک عجوبہ ہے۔۔۔۔۔ ہم تو اتنے مجبور ہیں کہ نصاب تعلیم مدون ہوتے ہوئے اور بآسانی دستیاب ہونے کے باوجود استاد و راہبر کی ضرورت رہتی ہے۔۔۔۔۔ جب نصاب ہی مدون نہ ہو تو ہماری پریشانی کا کیا عالم ہوگا؟ امام ابو حنیفہ نے خود محنت کی اور ہم کو پریشانی سے نجات عطا فرمائی۔۔۔۔۔ اصول اجتهاد و استنباط وضع کئے پھر ان کی روشنی میں مسائل کے حل تلاش کئے، مثلاً

۱- پہلے مسئلہ کا حل کتاب اللہ سے تلاش کیا جاتا، کامیابی ہو جاتی تو فیصلہ کر دیا جاتا ناکامی کی صورت میں۔

۲- سنت رسول اللہ ﷺ اور حدیث رسول ﷺ سے مسئلہ کا حل تلاش کیا جاتا، حل مل جاتا تو فیصلہ کر دیا جاتا^{۱۵}

۳- ناکامی کی صورت میں اہل فتویٰ صحابہ اور فقہاء تابعین کے فیصلوں اور اقوال کو دیکھا جاتا اگر حل مل جاتا تو فیصلہ کر دیا جاتا^{۱۶}۔۔۔۔۔ ناکامی کی صورت میں

۴- عہد نبوی، عہد صحابہ، عہد تابعین کے مختلف فیصلوں کی روشنی میں قیاس کیا جاتا اور اس پر فیصلہ کر دیا جاتا۔۔۔۔۔



مزار مبارک حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م-۱۸ھ / ۶۳۹ھ)
 آپ نے حضور ﷺ کے استفسار پر کتاب و سنت میں مسئلہ کا حل نہ ملنے کی صورت میں
 سب سے پہلے اجتہاد کا ذکر فرمایا۔

۵- استحسان (قیاس خفی) اس کا مراد فقہانہ بصیرت ہے۔

۶- عرف ---- وہ رائج طریقہ جس کی طرف ہدگان خدا قدر تاما نکل ہوں۔

بہر حال مندرجہ بالا اصولوں سے بعد کے تمام مجتہدین نے استفادہ کیا مثلاً امام مالک، امام شافعی (م۔ ۲۰۴ھ / ۸۱۹ء)، امام احمد بن حنبل (م۔ ۲۴۱ھ / ۸۵۵ء) ---- امام شافعی نے تو یہاں تک فرمایا کہ سارے فقہاء ابو حنیفہ کی عیال (اولاد معنوی) ہیں ^{۱۷} ---- یہ طریقہ کار امام ابو حنیفہ کا من مانا نہ تھا بلکہ اس حدیث پاک سے اس کی تائید ہوتی ہے ---- جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا چاہا تو دریافت فرمایا: ----

جب تمہارے سامنے مقدمہ پیش ہو گا تو کیسے فیصلہ فرماؤ گے؟

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۱۸ھ / ۶۳۹ء) نے عرض کیا: ----
اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ----

اگر تم اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ؟

حضرت معاذ بن جبل نے عرض کیا: ----

رسول اللہ ﷺ کی سنت سے

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ----

اگر تم رسول اللہ ﷺ کی سنت میں نہ پاؤ؟

حضرت معاذ بن جبل نے عرض کیا: ----

”میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور حقیقت تک پہنچنے میں کوتاہی نہ کروں گا،“

رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے کو تھپکا اور فرمایا: ----

خدا کا شکر کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کے بھچے ہوئے شخص کو اس چیز کی

توفیق بخشی جو اللہ کے رسول کو خوش کرے۔ ^{۱۸}

اس حدیث کو خوب یاد رکھنا چاہیے اس حدیث کی رو سے فیصلہ کے لئے پہلے قرآن سے رجوع کیا جائے گا پھر احادیث سے پھر بھی فیصلہ تک رسائی نہ ہو سکے تو قرآن و حدیث کی روشنی میں اجتہاد کیا جائے گا۔ اجتہاد کرنا چوں کا کھیل نہیں اس کے لئے بڑے تدبر و تفکر و تقہ اور بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔۔۔

ہمارے دور میں بہت سے ایسے مسائل سامنے آرہے ہیں جن کا قرآن و حدیث میں واضح حکم موجود نہیں نہ اجماع صحابہ سے ثابت ہے اگر قیاس سے انکار کیا جائے تو پھر جدید مسائل کے حل کی صورت کیا ہوگی؟ ہمارے علماء جدید مسائل کے بارے میں غور و فکر کر کے فتوے دے رہے ہیں سب ہی قبول کر رہے ہیں کوئی نہیں کہتا کہ جب قرآن و حدیث میں اس کا جواب موجود نہیں تو آپ قیاس کیوں کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ قیاس کے بغیر جدید مسائل کا حل ممکن نہیں اسی لئے امام ابو حنیفہ نے لائیکل مسائل میں قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلے سنائے جس کی تائید حدیث سے ہو رہی ہے۔ جیسا کہ متذکرہ بالا حدیث پاک میں گزرا۔۔۔۔۔ حضور انور ﷺ نے شخص واحد کو قیاس کی اجازت مرحمت فرمائی مگر امام ابو حنیفہ نے اس مقصد کے لئے ایک بورڈ تشکیل دیا جس میں محدثین بھی تھے فقہاء بھی تھے ماہرین ادب و لغت بھی تھے جس کا تفصیلی ذکر آگے آتا ہے۔۔۔۔۔

الغرض امام ابو حنیفہ نے قیاس کے لئے نہایت ہی حزم و احتیاط سے کام لیا پھر قرآن و حدیث میں پھیلے ہوئے اوامر و نواہی کو منظم و مربوط فرمایا۔۔۔۔۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ کارنامہ انجام دیا، احکام کی شیرازہ بندی کر کے ہمارے لئے بے حد آسانیاں پیدا فرمائیں۔۔۔۔۔ ہم اکثر اسمبلی کے ممبران اور عوام کو یہ شکایت کرتے سنتے ہیں کہ قانون سازی نہیں کی جاتی آرڈیننس نافذ کردئے جاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے قانون سازی کی، آرڈیننس نافذ نہیں کئے۔۔۔۔۔ ہم ان مشکلات کا عملی طور پر تجربہ کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ ہماری قانون سازوہی ہے جس کا قرآن و حدیث سے کوئی تعلق نہیں، اس کا تعلق صرف خواہشوں سے ہے ایک کی خواہش یا متعدد لوگوں کی خواہشات۔۔۔۔۔

خواہشات پر ہونے والی قانون سازی بنتی بگڑتی رہتی ہے مگر امام ابو حنیفہ نے تو وہ قانون سازی کی جس کا دار و مدار وحی الہی پر تھا اور جس کے لئے اقبال نے کہا تھا۔

خوب و ناخوب عمل کی ہو گرہ و اکیوں کر؟

گر حیات آپ نہ ہو شارح اسرار حیات

امام ابو حنیفہ نے اسرار حیات کی شرح کی اور فقہ حنفی کی صورت میں ایک عظیم

قانون دیا۔۔۔۔۔

بقول ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی:۔۔۔۔۔

فقہ حنفی کی باقاعدہ تدوین کا سر امام اعظم کے سر ہے۔۔۔۔۔^{۱۱۹}

اصطلاح شریعت میں فقہ کی یہ تعریف کی جاتی ہے:۔۔۔۔۔

فقہ شریعت کے ان فروعی احکام کو کہتے ہیں جو احکام مفصل دلائل

سے حاصل کئے جائیں۔^{۱۲۰}

فقہ کے چار ماخذ ہیں۔۔۔۔۔ پہلا قرآن ہے دوسرا ماخذ سنت رسول تیسرا ماخذ اجماع صحابہ، چوتھا ماخذ قیاس یعنی کسی علت مشترکہ کی وجہ سے دوسرے امور میں وہی حکم جاری کرنا۔۔۔۔۔ تدوین فقہ کا مقصد وحید یہ تھا کہ عملی زندگی میں رسول اللہ ﷺ اور شریعت کے متفرق مسائل کو منظم و مرتب کر دیا جائے اور اس کی ایسی فیصلہ کن حیثیت متعین کر دی جائے جن پر مسلمان سہولت کے ساتھ کما حقہ عمل کر سکیں۔۔۔۔۔

نہ صرف وہ مسائل جو اس زمانے میں پیش آئے بلکہ ان مسائل کا حل بھی تجویز کر دیا

جائے جو آئندہ پیش آنے والے ہیں۔ امام ابو حنیفہ خود فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔

اہل علم کو چاہیے کہ جن باتوں میں لوگوں کے مبتلا ہونے کا امکان

ہے ان پر غور و فکر کریں تاکہ اگر وہ کسی وقت وقوع پذیر ہوں تو لوگوں

کے لئے نئی اور انوکھی بات نہ ہو^{۱۲۱}۔۔۔۔۔

امام ابو حنیفہ نے اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک بورڈ تشکیل دیا جن میں چالیس ممتاز حضرات شریک تھے من جملہ ان کے یہ حضرات بھی تھے: ----
 ابو یوسف (م۔ ۱۸۲ھ / ۷۹۸ء)، زفر (م۔ ۱۵۸ھ / ۷۷۷ء)، اسد بن عمرو (م۔ ۱۸۸ھ / ۸۰۴ء)، عافیۃ الوردی، قاسم بن معن (م۔ ۱۷۵ھ / ۷۹۱ء)، علی بن مسهر (م۔ ۱۸۹ھ / ۸۰۴ء)، مھر بن علی، مندل بن علی۔^{۱۲۲}
 طریقہ کار یہ تھا: ----

امام ابو حنیفہ مشورے کے لئے مسائل کو اراکین کے سامنے رکھتے، بحث و مباحثہ ہوتا، کبھی اس بحث و مباحثہ میں مہینہ بھر یا اس سے زیادہ عرصہ گزر جاتا جب متفقہ طور پر کوئی حکم معلوم ہو جاتا تو امام ابو یوسف اسے اصول میں لکھ لیتے، یوں اصول مرتب ہوئے۔

امام ابو حنیفہ نے کبھی اپنی رائے کو دوسروں پر مسلط نہ کیا، انہوں نے نہایت درجہ احتیاط سے کام لیا^{۱۲۳}۔۔۔۔ اور حدیث کے مقابلے میں تو نہ اپنی اور نہ کسی اور کی رائے کو ترجیح دی بلکہ اس امکان کے پیش نظر کہ ایک ڈیڑھ صدی میں اسلام دور دور تک پھیل چکا ہے اور ذرائع حمل و نقل محدود ہیں ممکن ہے کہ کسی صحابی نے حضور انور ﷺ کا کوئی ارشاد سنا ہو اور وہ دور دراز چلا گیا ہو اور وہ ارشاد آپ تک نہ پہنچا ہو، آپ نے فرمایا کہ اگر بورڈ کے فیصلے کے خلاف کوئی صحیح حدیث مل جائے تو پھر اس پر عمل کیا جائے اور وہی میرا مذہب و مسلک ہے۔^{۱۲۴}

سب کو معلوم ہے کہ اسلام تدریجاً پھیلا۔۔۔۔ جو چیز بتدریج بڑھتی ہے مختلف مراحل میں اس کی شکل و صورت مختلف ہوتی ہے۔۔۔۔ اس لئے ایک ہی عمل کے متعلق متعدد احادیث ملتی ہیں جن میں ہم کو تضاد نظر آتا ہے۔۔۔۔ اس صورت میں امام ابو حنیفہ اس حدیث کو لیتے ہیں جو حضور ﷺ کی آخری عمل کی نشاندہی کرتی ہے اور اس کے مطابق حکم لگاتے ہیں۔۔۔۔ فیصلہ کا یہی بہترین طریقہ ہے۔۔۔۔ اس بات کو ایک مثال کے ذریعے واضح کیا جاتا ہے۔۔۔۔

باغبان نے آم کی قلم لگائی۔۔۔۔۔ یہ قلم ایک صاحب دیکھتے ہوئے گزر
 گئے۔۔۔۔۔ پھر وہ قلم پھوٹی، پتیاں ٹہنیاں نکلیں۔۔۔۔۔ تیسرے صاحب یہ
 دیکھتے ہوئے چلے گئے۔۔۔۔۔ پھر اس درخت میں بور آئے۔۔۔۔۔ چوتھے
 صاحب یہ دیکھتے ہوئے چلے گئے۔۔۔۔۔ پھر اس درخت میں کیریاں نمودار
 ہوئیں۔۔۔۔۔ پانچویں صاحب یہ دیکھتے ہوئے چلے گئے۔۔۔۔۔ پھر یہ کیریاں
 پک کر شاب دکھانے لگیں۔۔۔۔۔ چھٹے صاحب یہ دیکھتے ہوئے چلے
 گئے۔۔۔۔۔ ان سب لوگوں نے ایک ہی درخت کو مختلف اوقات میں
 دیکھا۔۔۔۔۔ پہلے صاحب سے پوچھا آم کا درخت کیسا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ جواب
 ملا، لکڑی کے ایک ٹکڑے جیسا۔۔۔۔۔ دوسرے سے پوچھا تو جواب ملا۔۔۔۔۔
 لکڑی کے ٹکڑے جیسا جس میں پتیاں ٹہنیاں نکلی ہوئی ہوتی ہیں۔۔۔۔۔
 تیسرے صاحب سے پوچھا۔۔۔۔۔ جواب ملا، ایک تناور درخت۔۔۔۔۔ چوتھے
 سے دریافت کیا تو جواب ملا۔۔۔۔۔ ایک تناور درخت ہوتا ہے جس میں بور
 ہوتا ہے۔۔۔۔۔ پانچویں سے پوچھا تو جواب ملا۔۔۔۔۔ ایک تناور درخت میں
 چھوٹی چھوٹی کیریاں لگی ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ چھٹے سے پوچھا تو جواب ملا تناور
 درخت جو بڑے بڑے آموں سے لدا ہوا ہوتا ہے۔۔۔۔۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا۔۔۔۔۔ سب کے بیان الگ الگ۔۔۔۔۔ مگر سب سچے ہیں کوئی
 جھوٹا نہیں۔۔۔۔۔ لیکن بات اس کی زیادہ سچی ہے جس نے آموں سے لدے ہوئے
 درخت کو دیکھا پھر اگر کوئی یہ اصرار کرے کہ نہیں اس کی بات سچی ہے جس نے بتایا تھا کہ
 آم کا درخت لکڑی کے ٹکڑے جیسا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ گو بات سچ ہے مگر یہ تدریجی منزلیں
 ہیں، یہ ابتدائی منزل کی بات ہے۔۔۔۔۔ یہ بات نہیں مانی جائے گی، سنی ضرور جائے گی
 تاکہ معلوم ہو کہ درخت کہاں سے کہاں تک پہنچا۔۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ نے ان احادیث پر
 فیصلے سنائے جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ حضور ﷺ نے آخر میں اس کام کو کس طرح

کیا۔۔۔۔۔ قول اور عمل بھی پھلتے پھولتے ہیں اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہیے۔۔۔۔۔
حضور ﷺ کا آخری عمل ہی حق اور سچ ہے۔۔۔۔۔ یہ بات ایک اور مثال سے سمجھ میں آسکتی
ہے۔۔۔۔۔

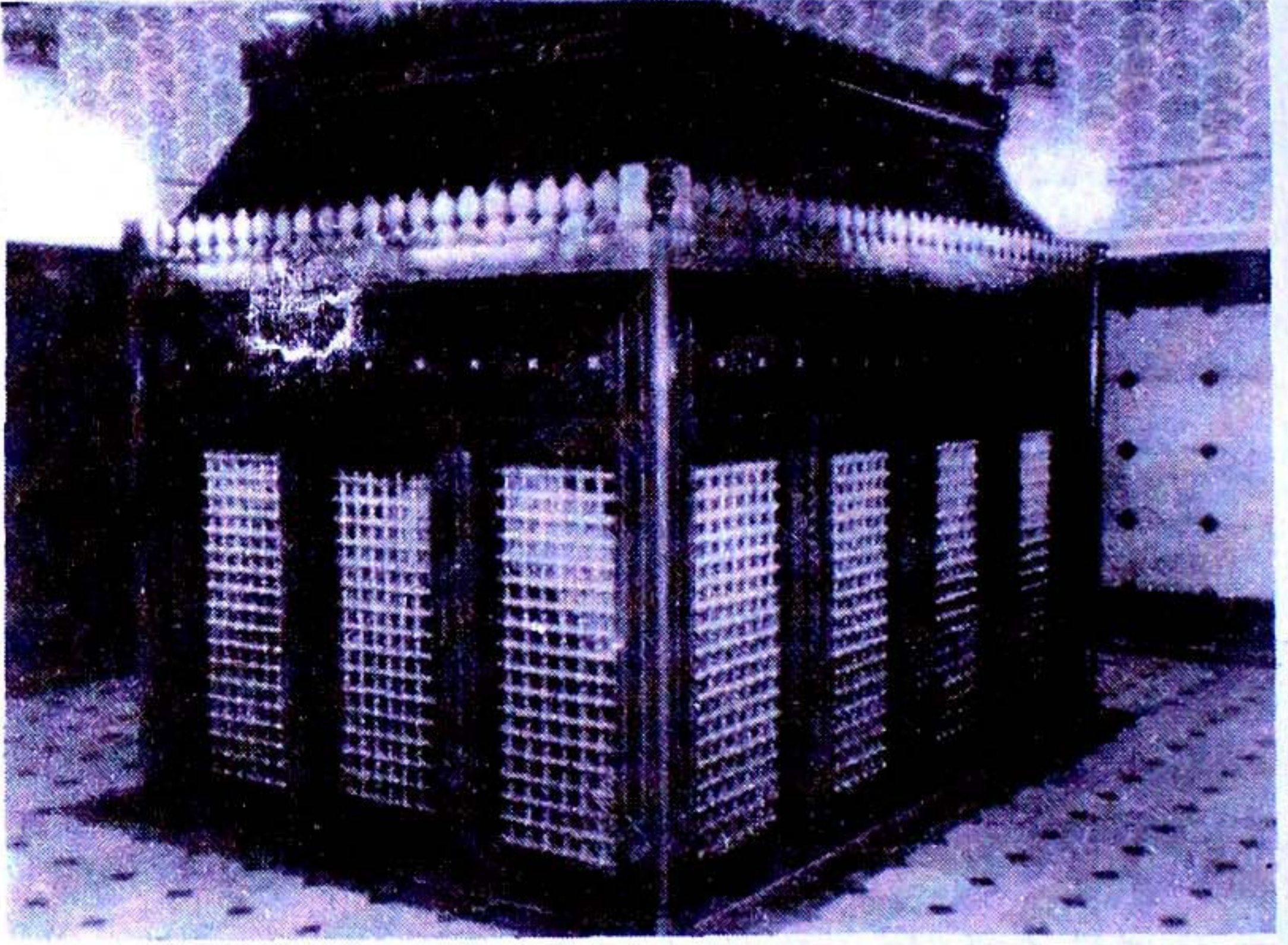
مثلاً رفع یدین کا مسئلہ یعنی نماز میں رکوع میں جاتے ہوئے، رکوع سے اٹھتے،
سجدے میں جاتے، سجدہ سے اٹھتے، قیام کرتے، قعدہ کرتے دونوں ہاتھوں کو کندھوں
تک یا کانوں تک لے جانا اور چھوڑ دینا۔۔۔۔۔ حضور ﷺ نے کسی حکمت کی وجہ سے کبھی
رفع یدین فرمایا، پھر ترک کر دیا اب آخری عمل ترک رفع یدین تھا اسی پر عمل ہونا
چاہیے۔۔۔۔۔ رفع یدین نماز کا اہم حصہ ہوتا تو قرآن میں ضرور ذکر ہوتا اور قرآن
میں قیام، رکوع، سجود اور قعدہ کا ذکر ہے، رفع یدین کا کہیں ذکر نہیں اسی سے عقلمند
انسان شریعت کی منشاء سمجھ سکتا ہے۔۔۔۔۔

ترک رفع یدین کی متعدد احادیث ہیں^{۱۲۵}۔۔۔۔۔ بہر حال امام ابو حنیفہ نے بورڈ
تشکیل دے کر ۸۳ ہزار مسائل طے فرمائے جن میں ۳۸۱۰۲ ہزار کا تعلق عبادات سے
ہے باقی مسائل کا تعلق معاملات و عقوبات سے تھا۔ تقریباً بائیس سال شبانہ روز محنت و
کاوش کے بعد امام ابو حنیفہ کی مجلس تدوین فقہ کا یہ مجموعہ فقہی تیار ہو کر اہل علم کے ہاتھ
میں آیا۔۔۔۔۔ یہ مجموعہ ۱۱۴ھ سے قبل مرتب ہو چکا تھا پھر اس میں اضافے ہوتے
رہے۔۔۔۔۔ یہی فقہ حنفی ہے۔۔۔۔۔ اس مجموعے کی تکمیل کے بعد جامع مسجد کوفہ میں ایک
ہزار طلبہ اور بورڈ کے ممبران کے سامنے خطاب فرمایا جس کے اہم نکات یہ ہیں:۔۔۔۔۔

۱- میں تم کو اللہ کی قسم اور اس علم کا واسطہ دیتا ہوں کہ اس علم کو کبھی ذلیل
نہ کرنا۔۔۔۔۔

۲- قضا کا عہدہ اس وقت تک درست ہے جب تک قاضی کا ظاہر و باطن
ایک ہو۔۔۔۔۔

۳- تم میں جو اس عہدے کو قبول کرے وہ اپنے اور عوام کے درمیان
رکاوٹیں پیدا نہ کرے۔۔۔۔۔



مزار مبارک امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ -
(م-۱۵۰ھ / ۷۶۷ھ) (بغداد شریف) --- ملت اسلامیہ کی اکثریت جن کی پیروی ہے۔

۴- ہر حاجت مند کی تم تک رسائی ہونی چاہیے۔۔۔۔۔

۵- امیر و حاکم اگر مخلوق خدا کے ساتھ غلط رویہ اختیار کرے تو اس

سے باز پرس کرے۔ ۱۲۶

یہ ہدایات بڑی جاندار ہیں، ان کے پیچھے خلوص کا دریا موجزن ہے۔۔۔۔۔ آپ نے جو کہا کر کے دکھایا۔۔۔۔۔ خلیفہ منصور (م۔ ۱۵۸ھ / ۷۷۷ء) نے شریعت کے پردے میں من مانی منوانے کے لئے امام ابو حنیفہ کو قاضی و جج بنانا چاہا، آپ اس کی نیت بھانپ گئے، انکار کر دیا، قید ہوئے ۱۲۶ھ / ۷۶۳ء، ۱۲۷ھ، خلیفہ کی نیت کا حال سب پر روشن ہو گیا، اس قید و بند میں ۱۵۰ھ / ۷۶۷ء میں شہید ہوئے مگر شریعت کی آن پر آنچ نہ آنے دی۔۔۔۔۔ سبحان اللہ!

امام ابو حنیفہ کو اللہ تعالیٰ نے قابل رشک حکمت عطا فرمائی، جس کا ذکر حدیث میں بھی ہے۔ ۱۲۸ھ سچ فرمایا اور حق فرمایا:-

رشک و غبطہ نہیں مگر دو باتوں میں۔۔۔۔۔ دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا فرمائی تو وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔۔۔۔۔ ۱۲۹ھ بے شک کردار کا ایسا مضبوط انسان ہی قرآن و حدیث سے قوانین کے استنباط استخراج کا حق رکھتا ہے جو کسی قیمت پر خریدانہ جاسکے اور حق کی حفاظت کے لئے جان دینے کے لئے تیار ہو۔۔۔۔۔ یہ تاریخی حقائق ہیں، ہم کو یہ حقائق سامنے رکھنے چاہئیں۔۔۔۔۔

امام ابو حنیفہ نے زندگی کے ۵۲ سال اموی خلافت اور ۱۸ سال عباسی دور میں بسر کئے۔ اسلام کی دو عظیم سلطنتوں کو بذات خود دیکھا مگر سیاست میں حصہ نہ لیا۔۔۔۔۔ جس کو حق جانا اس کی تائید فرمائی۔۔۔۔۔ بسا اوقات سیاسی ذہن رکھنے نہ رکھنے والے حکمران ایسے عادلانہ فیصلوں کو بھی سیاست کے رنگ میں رنگا ہوا سمجھ کر اہل حق سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ شاید اس بات نے خلیفہ وقت کو ناراض کیا اور اس نے آپ کو قید کیا۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق

یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

بقول امام زہری، ۳۰ھ / ۶۴۷ء میں امام جامعہ کوفہ کے اس مشہور علمی درسگاہ میں جلوہ افروز ہوئے جو عبداللہ بن مسعود کے زمانے ۲۰ھ سے باقاعدہ چلی آرہی تھی آپ نے فقہ کے ابواب پر مشتمل خصوصی لیکچر دیئے جو تلامذہ نے کتاب الآثار کے نام سے مدون کئے۔ یہ دوسری صدی کے ربیع ثانی کی تالیف ہے۔ امام محمد (م۔ ۱۸۲ھ / ۷۹۸ء)، امام ابو یوسف، امام زفر (م۔ ۱۹۸ھ / ۸۱۳ء)، امام حسن بن زیاد نے چار الگ الگ مجموعے کے اسی نام سے مدون کئے یہ چالیس ہزار حدیثوں کا انتخاب ہے۔ ۱۳۰

کشف الظنون میں ان کتابوں کو امام سے منسوب کیا گیا ہے۔۔۔۔۔

☆..... کتاب العلم والمعلم ۱۳۱

☆..... کتاب الفقہ الاکبر ۱۳۲

☆..... کتاب الوصایا۔۔۔۔۔

تذکرۃ الحدیثین (سعیدی) میں کتاب المقصود اور کتاب الاوسط کو بھی ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ ۱۳۳

امام اعظم ابو حنیفہ درس کے وقت جو احادیث بیان فرماتے ان کے شاگرد بالخصوص قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی (م۔ ۱۸۹ھ / ۸۰۴ء)، زفر بن ہذیل، حسن بن زیاد وغیرہ، ان روایات کو صیغہ ”حدثنا“ اور ”اخبرنا“ کے ساتھ تحریر میں لاتے۔ امام اعظم نے احادیث املا کرانے کے بعد مجموعہ کا نام کتاب الآثار رکھا۔ تلامذہ چوں کہ کثیر تھے اس لئے اس نام کے کئی مجموعے ہیں مشہور چار ہوئے۔

۱- کتاب الآثار (بروایت ابو یوسف)

۲- کتاب الآثار (بروایت حسن بن زیاد)

۳- کتاب الآثار (بروایت محمد)

۴- کتاب الآثار (بروایت زفر بن ہذیل) زیادہ شہرت امام محمد کے نسخے کو ہوئی



امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ممتاز شاگرد امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ
(م-۱۸۲ء / ۷۹۸ھ) کا مزار مبارک - (بغداد شریف)

کتاب الآثار میں امام اعظم نے جن جن شیوخ سے احادث کو روایت کیا بعد میں لوگوں نے ہر ایک شیخ کی مرویات کو الگ الگ کر کے مسانید کو ترتیب دیا اور ہر شیخ کی مرویات الگ الگ ایک کتاب کی صورت میں جمع ہو گئیں۔ بعد میں مسند امام اعظم کے نام سے مشہور ہو گئیں۔۔۔۔۔

دائرہ معارف اسلامیہ میں ایک رسالہ الرد علی القدریہ کا نام ملتا ہے۔۔۔۔۔

شاگردان امام ابو حنیفہ

۱- آپ کے ایک ہزار شاگرد ہوئے چالیس بلند پایہ مجتہد۔

۲- امام کے تلامذہ کی تعداد چار ہزار ہے جن میں چالیس مصنفین ہیں۔ ۱۳۴

امام کے تلامذہ جنہوں نے فقہ حنفی نقل کیا:۔۔۔۔۔

۱- قاضی ابو یوسف (م۔ ۱۸۲ھ / ۷۹۸ء)

ابن ندیم نے الفہرست میں ابو یوسف کی ۴ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔۔۔۔۔

۲- امام محمد بن حسن (م۔ ۱۳۲ھ / ۱۸۹ھ)؟

امام ابو حنیفہ سے پڑھا تکمیل ابو یوسف سے فرمائی۔۔۔۔۔

استاد ابو زہرہ نے امام محمد کی ان کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

البسوط، الزيادات، الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، السیر الصغیر، السیر الکبیر۔

آپ کے شاگردوں میں امام ابو یوسف اور امام محمد نہایت ہی ممتاز ہوئے ہیں۔ ان کو

شیخین کہا جاتا ہے۔ فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت میں دونوں نے اہم کارنامے انجام دیئے ہیں۔

۳- زفر بن ہذیل (م۔ ۱۵۸ھ / ۷۷۵ء)۔۔۔۔۔ ابن ندیم نے ان کی فقہ حنفی

میں ۹ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

۴- داؤد الطائی (م۔ ۱۶۵ھ / ۷۸۱ء)۔

۵- اسد بن عمر (م۔ ۱۶۰ھ / ۷۸۰ء)۔

شاید ان شاگردوں میں تابعین بھی ہوں۔

مندرجہ ذیل حضرات نے فقہ حنفی کی زبان و قلم سے نشر و اشاعت کی ---

- ۱- عیسیٰ بن ایان (م۔ ۲۲۰ھ / ۸۳۵ء)، تعداد تصانیف (۵ عدد)
- ۲- محمد بن سماعہ (م۔ ۲۲۳ھ / ۸۳۷-۸ء)، تعداد تصانیف (۳ عدد)
- ۳- بلال بن یحییٰ بصری (م۔ ۲۴۵ھ / ۸۵۹ء)، تعداد تصانیف (۳ عدد)
- ۴- احمد بن عمر بن مھر (م۔ ۲۶۱ھ / ۸۷۴-۵ء)، تعداد تصانیف (۱۳ عدد)
- ۵- احمد بن محمد (م۔ ۳۲۱ھ / ۹۳۲ء)، تعداد تصانیف (۱۲ عدد)

ہدیۃ العارفین میں یہ کتابیں امام محمد بن حسن (تلمیذ ابو حنیفہ) کی تصانیف میں شمار کی گئی ہیں۔

- ۱- الاحتجاج علی مالک
- ۲- الاکتساب فی الرزق
- ۳- عقائد الشیبانیہ
- ۴- کتاب الاصل فی الفروع
- ۵- کتاب الاکراہ
- ۶- کتاب الخلیل
- ۷- کتاب السجبات
- ۸- کتاب الشروط
- ۹- کتاب الکرب
- ۱۰- کتاب النوادر
- ۱۱- الکیسانیات
- ۱۲- مناسک الحج
- ۱۳- نوادر الصیام
- ۱۴- المھا رو نیات ۱۳۵



مزار مبارک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ - (م - ۵۷۶ / ۶۷۶ھ) (دمشق)

آپ نے سورہ جمعہ کی آیت نمبر ۲، ۳ کی تفسیر حضور ﷺ سے دریافت فرما کر قرآن کریم میں ذکر امام ابو حنیفہ کے راز سے پردہ اٹھوایا۔

(۶)-----امام ابو حنیفہ قرآن و حدیث کی روشنی میں

قرآن کریم غیبی خبروں سے بھرا ہوا ہے، واقعات و حادثات کی خبریں، شخصیات کی خبریں، ماضی کی خبریں، مستقبل کی خبریں۔۔۔۔۔ اللہ نے اپنے کرم سے اپنے حبیب کریم ﷺ کو بھی علوم غیبیہ سے سرفراز فرمایا، ۱۳۶ احادیث شریفہ بھی غیبی خبروں سے معمور ہیں ۱۳۷۔۔۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ پر سورہ جمعہ نازل ہونے لگی۔۔۔۔۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ
يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن
قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِّنْهُمْ
لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
”وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے
ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں
اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور
حکمت کا علم عطا کرتے ہیں اور بے شک وہ اس
سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔۔۔۔۔ اور ان میں
سے اوروں کو (پاک کرتے اور علم عطا فرماتے
ہیں) جو ان اگلوں سے نہ ملے اور وہی عزت والا
اور حکمت والا ہے“ ۱۳۸۔۔۔۔۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیتیں سنیں مگر ایک بات سمجھ میں نہ آئی اور وہ یہ کہ مستقبل کے وہ کون لوگ ہیں جن کو آپ پاک کرتے اور علم و حکمت عطا فرماتے ہیں، جنہوں نے ابھی تک شرف زیارت حاصل نہ کیا۔۔۔۔۔ یہ اشارہ کس طرف ہے؟۔۔۔۔۔ دل ہی دل میں سوچ رہے تھے، آخر حضور انور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔۔۔۔۔

یا رسول اللہ ﷺ وہ کون حضرات ہیں؟

بات راز کی تھی، حضور انور ﷺ نے جواب عنایت نہ فرمایا۔۔۔۔۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر سوال کیا۔۔۔۔۔

یا رسول اللہ! وہ کون حضرات ہیں؟

حضور اکرم ﷺ نے جواب عنایت نہ فرمایا، خاموش رہے۔۔۔۔۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر سوال کیا۔۔۔۔۔

یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون حضرات ہیں؟^{۱۳۹}

تیسری مرتبہ سوال کے بعد حضور انور ﷺ نے مستقبل سے پردہ اٹھایا اور وہ راز

بتادیا۔۔۔۔۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۳۳ھ / ۶۵۳ء؟) یا

۵۳ھ / ۶۷۲ء بھی بیچ میں بیٹھے ہوئے تھے، حضور انور ﷺ نے اپنا دست مبارک

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شانے پر رکھ کر فرمایا:۔۔۔۔۔^{۱۴۰}

اگر ایمان ثریا کے قریب بھی ہو تو ان میں سے کچھ لوگ یا

ایک شخص اسے وہاں سے بھی حاصل کر لے گا۔۔۔۔۔^{۱۴۱}

یہ وہی لوگ ہوں گے یا وہی شخص ہو گا جو اگلوں سے نہ ملا مگر حضور انور ﷺ نے اسے

علم و حکمت بھی عطا فرمایا اور پاک بھی کیا۔۔۔۔۔

یہ کھلی بشارت ہے، اس میں کوئی راز نہیں۔۔۔۔۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی طرح حضرت امام ابو حنیفہ اہل فارس سے تھے^{۱۴۲}۔۔۔۔۔ جن کو حضور ﷺ

نے اپنے اہل بیت سے فرمایا^{۱۴۳}۔۔۔۔۔ ان کے اجداد کا تعلق فارس سے تھا، آپ کے

پر دادا کا نام مرزبان تھا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا کا نام شحسان،

ممکن ہے کہ ان کی رشتہ داریاں بھی ہوں مگر اتنا ضرور ہے کہ حضور ﷺ نے صاحب

حکمت آنے والے شخص کے لئے یہ پیش گوئی فرمائی کہ وہ ملک فارس سے ہو گا۔۔۔۔۔

بخاری شریف کے علاوہ مسلم شریف میں بھی ایک حدیث ملتی ہے۔۔۔۔۔

اگر ایمان ثریا کے پاس ہو تو اہل فارس میں سے ایک شخص

اس حد تک پہنچ جائے گا اور اس کو حاصل کر لے گا۔^{۱۴۴}

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بار بار سوال پر حضور ﷺ کا خاموش رہنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ آپ حکم الہی کے منتظر تھے کہ :-----

وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى ۵ ۱۴۵

ترجمہ :- اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی انہیں کی جاتی ہے۔

جب حکم الہی ہوا ارشاد فرمایا اور اس آیت کریمہ کے راز سے پردہ اٹھایا۔۔۔۔۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ، حضور ﷺ کے فیض یافتہ ہیں، ان کو آپ نے پاک فرمایا، ان کو آپ نے علم و حکمت سکھائی۔۔۔۔۔ قرآن کہہ رہا ہے، سچ کہہ رہا ہے۔۔۔۔۔ دوسری احادیث میں بھی امام ابو حنیفہ کے اشارے ملتے ہیں ۱۴۶۔۔۔۔۔

جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا :----- ۱۴۷

هذا اصل صحيح يعتمد عليه في البشارة بابي حنيفة رضي الله تعالى عنه

شاہ ولی اللہ نے بھی اس حدیث سے ابو حنیفہ ہی مراد لئے ہیں۔۔۔۔۔ ۱۴۸

بے شک امام ابو حنیفہ ہی اس حدیث کے مصداق ہیں اور قرآن حکیم کے مطابق آپ فیض یافتہ جناب رسالت مآب ﷺ ہیں، جو بھی امام ابو حنیفہ کے علم و حکمت سے فیض یاب ہوگا وہ یقیناً حضور انور ﷺ کے فیض و علم و حکمت سے فیض یاب ہوگا اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا یہاں تک حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں گے اور اسی دین حنیف پر عمل پیرا ہوں گے ۱۴۹ جو حضور انور ﷺ کے صدقے میں ہم کو ملا ہے، جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے، ۱۵۰ جس پر خود سرکار دو عالم ﷺ چلے، ۱۵۱ جس پر امام ابو حنیفہ چلے، جس پر اکبر امت چلے اور اب ہم اور آپ چل رہے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلح حدیبیہ (۶ھ) اور غزوة خیبر (۷ھ)

کے درمیان مشرف باسلام ہوئے اس لئے حضور انور ﷺ نے یہ پیش گوئی ۶ھ اور ۷ھ

کے درمیان فرمائی، امام ابو حنیفہ اس پیش گوئی کے تقریباً ۷۳ سال بعد ۸۰ھ میں پیدا

ہوئے۔ امام ابو حنیفہ کی ولادت، علم شریعت کی تدوین اور عالم گیر مرجعیت دنیا کے عظیم واقعات میں ایک عظیم واقعہ ہے۔۔۔۔۔

اس لئے امام طحاوی (۳۲۱ھ / ۹۳۲ء) کے قول کے مطابق:۔۔۔۔۔^{۱۵۲}

ابا حنیفة النعمان من اعظم المعجزات بعد القرآن
ابن حجر ہیتمی (۹۷۵ھ / ۶-۱۵۶۸ء) نے اس حدیث پر حث کرتے ہوئے
فرمایا:۔۔۔۔۔

اس میں نبی کریم ﷺ کا کھلا معجزہ ہے آپ نے ہونے والی

بات کا پتہ دیا۔۔۔۔۔^{۱۵۳}

تاریخ اسلام اور تاریخ مذاہب عالم پر نظر رکھنے والے اس کو نظر انداز نہیں
کر سکتے۔۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ کو یہ بھی فخر حاصل ہے کہ انہوں نے بعض صحابہ سے بھی براہ
راست حدیث کی سماعت کی ہے چنانچہ مشہور حدیث :-

طلب العلم فریضة علی کل مسلم

ترجمہ :- علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

امام ابو حنیفہ نے صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی
ہے۔۔۔۔۔^{۱۵۴}

امام ابو حنیفہ کی شان کا اندازہ محدث کبیر حضرت عبداللہ بن مبارک (م۔ ۱۸۱ھ
/ ۷۹۷ء) کے اس ارشاد سے ہوتا ہے :-

لقد زان البلاد ومن علیہا امام المسلمین

ابو حنیفة۔۔۔۔۔^{۱۵۵}

ترجمہ :- امام المسلمین ابو حنیفہ نے شہروں کو زینت بخشی

اور شہروں میں بسنے والوں پر احسان کیا۔

عبدالوہاب شعرانی (م۔ ۹۷۳ھ / ۱۵۶۵ء) نے میزان الشریعہ میں فرمایا :-

وقد من الله تعالى علی بمطالعة مسانید الامام

ابی حنیفة الثلاثة^{۱۵۶}

(۷) امام ابو حنیفہ متقدمین و متاخرین کی نظر میں

امام ابو حنیفہ کے بارے میں ان کے معاصرین ، ہم سبق ، قریب العهد ، فضلاء----- بعد کے علماء مشائخ اور ماہرین نے بہترین آراء کا اظہار فرمایا ہے، ان آراء کی روشنی میں بھی امام ابو حنیفہ کے مقام و مرتبہ کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ (م۔ ۱۷۹ھ / ۷۹۵ء) فرماتے ہیں :-

”خدا میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا“----- ۱۵۷

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۲۰۴ھ / ۸۱۹ء) فرماتے ہیں :-----

”تمام لوگ فقہ میں حضرت ابو حنیفہ کے محتاج ہیں“----- ۱۵۸

حضرت امام حنبلی رضی اللہ عنہ (م۔ ۲۴۱ھ / ۶-۶۵۵ء) فرماتے ہیں-----

”ابو حنیفہ زہد و تقویٰ اور اختیار آخرت میں ایسے مقام پر فائز تھے

جسے کوئی دوسرا حاصل نہیں کر سکتا،،----- ۱۵۹

آپ کے ہم سبق معاصرین کرام فرماتے ہیں-----

”ہم نے ابو حنیفہ کے ساتھ علم حدیث حاصل کیا تو وہ ہم پر غالب

رہے----- زہد اختیار کیا تو پھر بھی وہی سبقت لے گئے اور ان

کے ساتھ فقہ حاصل کیا تو ان کا کمال تمہارے سامنے

ہے“----- ۱۶۰

امام ابو حنیفہ کے شاگرد رشید امام ابو یوسف نے خلیفہ ہارون الرشید کے استفسار پر

امام ابو حنیفہ کے یہ فضائل بیان کیئے :-----

۱- نہایت پرہیزگار تھے۔

۲- منہیات سے بچتے تھے۔

۳- کسی کے آگے حاجت نہ لے جاتے۔

- ۴- اہل دنیا سے احتراز کرتے۔
 ۵- دنیاوی جاہ و عزت کو حقیر سمجھتے۔
 ۶- غیبت سے بہت بچتے تھے۔
 ۷- مال کی طرح علم صرف کرنے میں بڑے فیاض تھے۔
 ۸- اکثر چپ رہتے اور سوچتے رہتے کوئی مسئلہ پوچھتا، معلوم ہوتا تو جواب دیتے ورنہ خاموش رہتے۔۔۔۔۔ ۱۶۱

یہ فضائل و کمالات آج علماء میں کمیاب ہیں۔۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ کے کمالات ان کی اولاد میں منتقل ہو گئے تھے، آپ کے پوتے اسماعیل بن حماد کو مامون الرشید نے عمدہ قضا پر مامور فرمایا جب فارغ ہو کر بصرے سے چلے تو مشایعت کے لئے سارا شہر اٹھ آیا۔۔۔۔۔ یہ ان کی سیرت و کردار کی کرامت تھی۔۔۔۔۔ آج کوئی حج جب ریٹائر ہو کر چلے تو لوگ من کی چاہت سب اس طرح مشایعت کے لئے نہیں چلتے۔۔۔۔۔

قریب العہد محدثین میں امام وکیع علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۷ھ / ۸۱۱ء) فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔ حدیث میں جیسی احتیاط اہل حنیفہ کے ہاں دیکھی وہ کسی دوسرے میں نہ پائی گئی۔۔۔۔۔ ۱۶۲

انہی امام وکیع علیہ الرحمہ سے کسی نے کہا ”ابو حنیفہ سے غلطی ہو گئی“۔۔۔۔۔ آپ نے جو کچھ فرمایا اس سے امام ابو حنیفہ کے کمال تدبر و ذہانت کا اندازہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ آپ نے فرمایا:۔۔۔۔۔

ابو ذر، ابو یوسف ماہرین قیاس۔۔۔۔۔ یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث (م۔ ۹۵ھ / ۷۱۳ء) حبان اور ہذل جیسے حفاظ حدیث۔۔۔۔۔ قاسم بن معن جیسا ماہر لغت و ادب عربی۔۔۔۔۔ ابو داؤد طائی (م۔ ۱۶۰ھ / ۷۷۶-۷۷۷ء)، فضیل بن عیاض (م۔ ۱۸۷ھ / ۷۹۳-۸۰۲ء) جیسے صاحبان زہد و ورع ان کے ہم مجلس ہوں تو کیسے غلطی کر سکتے ہیں؟ ۱۶۳

مطلب یہ تھا کہ امام ابو حنیفہ احادیث کی روشنی میں تنہا فیصلے نہیں کر لیا کرتے تھے بلکہ انہوں نے احادیث پر غور و خوض اور ان سے احکام اخذ کرنے کے لئے ایسی جماعت مقرر کر رکھی تھی جس میں ماہرین حدیث بھی تھے، ماہرین لغت و ادب عربی بھی تھے، ماہرین قیاس بھی تھے اور صاحبان زہد و ورع بھی تھے۔۔۔۔۔ آج اجتہاد کا دعویٰ کرنے والا ان نعمتوں سے محروم ہے، اس کے جذبہ اجتہاد سے خود سری کی بو آتی ہے۔

امام ابو حنیفہ کے ہم عصر اور خوشہ چیں عبداللہ بن مبارک (م۔ ۱۸۱ھ / ۷۹۷ء) فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔

”یوں نہ کہو کہ یہ امام ابو حنیفہ کی رائے ہے بلکہ یوں کہو کہ

یہ حدیث کی تفسیر ہے،،۔۔۔۔۔ ۱۶۴

امام زفر بن ہذیل (م۔ ۱۸۵ھ / ۸۰۰ء) فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔

”اکابرین محدثین زکریا بن ابو زائد (م۔ ۱۴۸ھ / ۷۶۵ء)،

عبدالملک بن ابو سلیمان (م۔ ۱۴۵ھ / ۷۶۲ء)، لیث بن ابی

سلیم (م۔ ۱۴۳ھ / ۷۶۰ء)، مطرب بن ظریف (م۔ ۱۳۳ھ

/ ۷۵۱ء)، اخصین بن عبدالرحمن جیسے حضرات ابی حنیفہ کے پاس

حاضر ہوا کرتے تھے اور جو لائیکل مسائل پیش آتے تھے یا کسی

حدیث میں اشتباہ ہوتا تو اسے ابی حنیفہ کے حضور پیش

کرتے۔۔۔۔۔ ۱۶۵

یزید بن ہارون (م۔ ۲۰۶ھ / ۸۲۱ء) کا تاثر یہ تھا:۔۔۔۔۔

میں نے ہزار محدثین کے سامنے زانوائے تلمذ تمہ کیا ہے

۔۔۔۔۔ ان سب میں سب سے زیادہ پارسا، سب سے زیادہ عالم

صرف پانچ ہیں ان میں اولین مقام امام ابو حنیفہ کا ہے۔۔۔۔۔ ۱۶۶

یہ تھے امام ابو حنیفہ کے معاصرین کے تاثرات ان کے مقابلے

میں ایک محقق و مؤرخ کی نظر میں آج کل کے بڑے سے بڑے

دانشور کی رائے بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔۔۔۔۔

محدث یزید بن ہارون (م۔ ۲۰۶ھ / ۸۲۱ء) اپنے حلقہ درس میں ابو حنیفہ کی باتیں سنا رہے تھے، ایک شخص بولا۔۔۔۔ ہمیں حضور ﷺ کی حدیثیں سنائیے اور لوگوں کی باتیں چھوڑیے۔۔۔۔ یہ سنا تھا کہ محدث موصوف نے جھڑک کر مجلس سے نکال دیا۔^{۱۶۷} کہ امام ابو حنیفہ کے ارشادات، احادیث ہی کی شرح ہیں جو سننا نہیں چاہتا وہ اصل میں حدیث ہی کا ذوق نہیں رکھتا۔۔۔۔ بعد کے مشائخ و علماء میں حضرت سید علی ہجویری (۲۶۵ھ) نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے قریب خواب میں دیکھا کہ حضور انور ﷺ ایک بوڑھے کو گود میں اٹھائے ہوئے ہیں، دریافت کرنے پر فرمایا۔۔۔۔ یہ تمہارا اور تمہارے ملک والوں کا امام، امام ابو حنیفہ ہے۔۔۔۔^{۱۶۸} سید علی ہجویری (م۔ ۵۔ ۲۶۴ھ / ۲۔ ۱۰۱۱ء) کا تعلق ملک فارس سے تھا سید علی ہجویری اس خواب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔۔۔۔ میرا خواب درست ثابت ہوا کیونکہ وہ ان حضرات میں سے ایک ہیں جو اپنے طبعی اوصاف سے فانی اور احکام شرع کے ساتھ باقی و قائم ہیں۔۔۔۔^{۱۶۹}

مشہور محدث ابن حجر مکی ہمتی (م۔ ۹۷۵ھ / ۸۔ ۱۵۶۷ء) جن کی تبحر علمی کے اہل حدیث حضرات بھی معترف ہیں امام ابو حنیفہ کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔۔۔۔

”ہمیشہ سے حاجت مند علماء ان کی قبر کی زیارت کرتے، اپنی حاجتوں کے پورا ہونے میں (بارگاہ الہی میں) ان کا وسیلہ پکڑتے ہیں اور اس میں کامیابی دیکھتے آئے ہیں۔۔۔۔ ان میں سے امام شافعی بھی ہیں جب وہ بغداد میں تھے تو وہاں حاضر ہوتے اور فرمایا کہ میں امام ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا اور ان کی قبر پر حاضر ہوتا ہوں“۔۔۔۔^{۱۷۰}

محدث کبیر کے ان تاثرات سے امام ابو حنیفہ کے بلند درجات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ علماء کا مرنے کے بعد بھی آپ سے رجوع کرنا اس حقیقت کی دلیل ہے کہ آپ فیض یافتہ مصطفیٰ ﷺ تھے اس لئے آپ کی طرف علماء کے دل کھینچتے تھے۔

دسویں صدی کے مشہور عالم و عارف حضرت شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) جن کے لئے دانائے مشرق اقبال نے کہا تھا:

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

ملت اسلامیہ کا یہ محافظ و نگہبان امام ابو حنیفہ کے لئے کہتا ہے :-----

حضرت امام اعظم کو فی رضی اللہ عنہ کی مثال حضرت

عیسیٰ روح اللہ کی مانند ہے جنہوں نے ورع و تقویٰ کی

برکت اور سنت کی متابعت کی بدولت اجتہاد و استنباط میں

وہ بلند درجہ حاصل کیا ہے کہ دوسرے حضرات کے فہم

اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔۔۔۔۔ ۱۷۱

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م۔ ۶۱۱ھ / ۱۶۶۲ء) فرماتے ہیں :-----

حضور سید عالمیاء علیہ السلام نے مجھے اس کی معرفت عطا فرمائی

کہ مذہب حنفی ایک بہترین طریقہ ہے۔۔۔۔۔ ۱۷۲

یہی وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہ مخصوص حالات میں امام ابو حنیفہ کی تقلید کو واجب قرار

دیتے ہیں اور ترکِ تقلید کو حرام۔۔۔۔۔ فرماتے ہیں :-----

جب ہندوستان (پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش وغیرہ) اور

ماوراء النہر (تاجکستان، ازبکستان وغیرہ) کے شہروں میں کوئی

بے علم شخص ہو اور وہاں کوئی شافعی، مالکی، حنبلی عالم نہ ہو اور

وہاں مذاہب کی کوئی کتاب بھی نہ ہو تو ایسے میں امام ابو حنیفہ

کی تقلید واجب ہے اور اس پر حرام ہے کہ امام کے مذہب کو

ترک کرے کیونکہ اس طرح وہ شریعت کا قلابہ گلے سے اتار

کر بے کار و مہمل رہ جائے گا۔۔۔۔۔ ۱۷۳

ابن تیمیہ اور ابن نجیم نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

”جو فقہ کا ارادہ کرے وہ امام ابو حنیفہ کا محتاج

ہے“۔۔۔۔۔ ۱۷۴

بر صغیر میں ڈیڑھ صدی قبل استی فی صد سے زیادہ مسلمان، سنی حنفی تھے پھر جب انگریزی عمل داری میں سنیت اور حنفیت کو ہدف بنایا گیا تو مولانا احمد رضا خان بریلوی (۱۳۴۰ھ-۱۹۲۱ء) نے سخت مزاحمت کی اور حقیقت کا بھرپور دفاع کیا جس پر ان کی مشہور تصنیف فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدیں شاہد ہیں جو پاک و ہند سے شائع ہو چکی ہیں۔ اس حقیقت کا اعتراف مسلک دیوبند کے مشہور عالم مولوی محمد زکریا مرحوم نے کیا ہے۔ مرحوم نے شیخ الحدیث علامہ محمد امیر شاہ قادری کو فتاویٰ رضویہ کی پہلی قدیم مطبوعہ جلد دیتے ہوئے فرمایا :-

”اگر احمد رضا خان بریلوی ہندوستان میں فقہ حنفی کی خدمت نہ کرتا

تو حنفیت شاید اس علاقے میں ختم ہو جاتی۔“

(مکتوب علامہ محمد امیر شاہ نام راقم الحروف محمد مسعود احمد مورخہ ۲۶ صفر الخیر ۱۳۹۴ھ از پشاور)

الغرض قاضی عبدالرحمن بن علی حنفی (م- ۳۳۶ھ / ۱۰۴۴ء) نے اخبار الی حنیفہ میں ---- خطیب بغدادی (م- ۳۶۲ھ / ۷۰-۱۰۶۹ء) نے تاریخ بغداد میں ---- ابن خلکان نے (م- ۶۸۱ھ / ۱۲۸۲ء) وفيات الاعیان میں ---- ابن عبد اللہ (م- ۳۶۳ھ / ۱-۱۰۷۰ء) نے کتاب الاستغنا الکنی میں ---- الموفق بن احمد مکی (م- ۵۶۸ھ / ۳-۱۱۷۲ء) نے المناقب میں ---- ابن قیم جوزی (م- ۷۵۱ھ / ۱-۱۳۵۰ء) نے اعلام الموقعین میں ---- جلال الدین سیوطی (م- ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء) نے تہذیب الصحیفہ میں ---- محمد بن یوسف سالمی (م- ۹۴۲ھ / ۱۵۳۵ء) نے عقود الجمان میں ---- ابن ہجر ہیتمی (م- ۹۷۳ھ / ۱۵۶۵ء) نے الخیرات الحسان میں ---- عبدالوہاب شعرانی (م- ۹۷۳ھ / ۱۵۶۵ء) نے المیزان الکبریٰ میں ---- ابن خلدون نے مقدمہ میں ---- محمد بن حسن الدیار بگری نے تاریخ النخعیس میں ---- یوسف بن تغزی نے النجوم الزواہر میں، احمد رضا خان بریلوی (م- ۱۳۴۰ھ-۱۹۲۱ء) نے فتاویٰ رضویہ میں اور ان کے علاوہ بیسیوں فضلاء نے امام

ابو حنیفہ کے بارے میں اپنے بھرپور تاثرات کا اظہار فرمایا ہے۔۔۔۔۔ اس مختصر رسالے میں اس کا بیان ممکن نہیں۔۔۔۔۔

”حنیف“ کے معنی سیدھا، اسلامی احکام پر عمل پیرا، ۱۷۵ء مالک بہ حق، دین کا سچا، باطل سے امر حق کی طرف آنے والا۔۔۔۔۔ ۱۷۶ء

قرآن حکیم میں اسلام کو ”دین حنیف“ ہی کہا گیا ہے ۱۷۷ء۔ اس دین حنیف کو دین

ابراہیمی ۱۷۸ء فرمایا گیا۔۔۔۔۔ اور اس نسبت سے ابراہیم حنیف ۱۷۹ء اور مسلم حنیف ۱۸۰ء

فرمایا گیا۔۔۔۔۔ اور جو اس سیدھے راستے پر چلے وہ خفاء کھلائے ۱۸۱ء۔۔۔۔۔ نعمان بن

ثابت کی کنیت ابو حنیفہ ہونا پھر اس کنیت سے مشہور و معروف ہونا اور آپ کے پیروؤں کا

حنفیہ کہلانا۔۔۔۔۔ یہ سب اتفاقات نہیں بلکہ اس طرف لطیف اشارہ ہے کہ امام ابو حنیفہ

کا طریقہ وہی طریقہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ تھا جو حضور انور ﷺ کا

طریقہ ہے اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طریقہ ہو گا جس کے لئے قرآن حکیم نے

اشارہ فرمایا ۱۸۲ء اور حضور ﷺ نے شرح فرما کر راز سے پردہ اٹھا دیا ۱۸۳ء امام ابو حنیفہ نے

عام مسلمانوں کو فقہ دے کر احادیث پر غور و فکر اور مسائل کے استنباط و استخراج کی کلفت

سے بے نیاز کر دیا۔ ۱۸۴ء کتاب اِحسان فرمایا! ذرا سوچیں تو سہی،

(۸) دنیائے اسلام میں حقیقت کی مقبولیت

نیکی پھیلائی جائے تو اس میں توفیق الہی اور غیبی تائید شامل حال ہوتی ہے اور بدی

پھیلائی جائے تو اس میں شیاطین کا عمل دخل ہوتا ہے۔۔۔۔۔ مسلمانوں نے امام ابو حنیفہ،

امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو صرف اس لئے اختیار

کیا کہ وہ حضور ﷺ سے ہماری بہ نسبت بہت ہی قریب ہیں۔۔۔۔۔ انہوں نے صحابہ و

تابعین کو دیکھا ہے اس لئے وہ بہت بعد میں آنے والے دوسرے علماء و فضلاء سے زیادہ

سمجھ رکھتے ہیں، قریب کا مشاہدہ دور والے سے ہمیشہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے مسلمان
بر سہار سے ان پر اعتماد کرتے آئے ہیں۔۔۔۔۔

امام ابو حنیفہ نے قرآن و حدیث کا نچوڑ فقہ، کی صورت میں پیش کر کے جو بے مثال
نیکی کی، سارے جہاں میں اس کی پذیرائی ہوئی، یقیناً تائید الہی اُن کے شامل حال رہی۔۔۔۔۔
خلیفہ ہارون رشید (م۔ ۲۱۸ھ / ۸۳۳ء) نے امام ابو حنیفہ کے شاگرد ابو یوسف کو
جب چیف جسٹس (قاضی القضاة) کے عہدے پر فائز کیا تو فقہ حنفی کو قبولیت عامہ کا شرف
حاصل ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ آج سے چھ سو (۶۰۰) برس پہلے ابن خلدون نے لکھا ہے کہ احناف
عراق، ہند، چین، ماوراء النہر، بلاد عجم میں بکثرت پھیلے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ ۱۸۵

سات آٹھ سو برس پہلے غیر منقسم ہندوستان کے لئے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ
علیہ نے اپنے ایک شعر میں یہ خیال ظاہر کیا تھا، ”ملک ہند کے کیا کہنے یہاں تو دریا سے
مچھلی بھی سُنسی ہی نکلتی ہے“ ۱۸۶۔۔۔۔۔ اور چار سو برس پہلے ایک عظیم مصلح شیخ احمد
سرہندی مجدد الف ثانی نے لکھا ہے۔۔۔۔۔ ”ہندوستان کے سارے رہنے والے اہل سنت
و جماعت کے سچے عقیدے پر کاربند ہیں، یہاں بدعتیوں اور گمراہوں کا نام و نشان نہیں،
سب پسندیدہ طریقہ حنفیہ رکھتے ہیں ۱۸۷۔۔۔۔۔ اور تقریباً ساڑھے تین سو برس پہلے
اورنگ زیب عالمگیر (م۔ ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۷ء) نے فقہ حنفی ہی کو اسلامی قانون سازی کے
لئے موزوں پایا اور اس کو بنیاد بنایا۔۔۔۔۔ صحیحی محمصانی فتاویٰ عالمگیری کے لئے لکھتے
ہیں:۔۔۔۔۔

یہ کتاب ہمیشہ فقہ حنفی کا مشہور ماخذ رہی ہے۔

فتاویٰ کا یہ مجموعہ نیم سرکاری حیثیت رکھتا ہے۔۔۔۔۔ ۱۸۸

مقالہ نگار انسائیکلو پیڈیا آف اسلام نے بھی لکھا ہے کہ مذہب حنفی سابق عثمانی ممالک
تیونس، مصر، وسط ایشیا، افغانستان، ترکستان، بخارا، سمرقند، (پاکستان و بنگلہ دیش) اور ہند
میں پھیلا ہوا تھا۔۔۔۔۔ ۱۸۹

دائرہ معارف اسلامیہ میں لکھا ہے :-----

ترکی کے خلفاء کی حکومت چھ سو برس تک براعظم ایشیاء،
افریقہ اور یورپ میں ایک عظیم سلطنت رہی ہے اس
طویل عہد حکومت میں عملاً حنفی مسلک پر عمل کیا
گیا۔۔۔۔۔ ۱۹۰

اور الحمد للہ اب تو سابقہ صورت حال میں انقلاب آگیا احناف سارے جہاں کے
مسلمان کی اکثریت اور سواد اعظم ہیں۔۔۔۔۔
استاد ابو زہرہ نے لکھا ہے :-----

حنفی مذہب کوفہ سے شروع ہوا، علماء بغداد نے پڑھا،
پڑھایا، اسلامی ممالک مصر و شام بلاد روم و عراق ماوراء
النہر تک وسیع ہوئے پھر عربی ممالک کی حدود سے نکل کر
سرزمین ہندو چین تک پہنچا۔۔۔۔۔ افریقہ و سسلی، مصر
میں شافعی تھے یا مالکی۔۔۔۔۔ آرمینیا، آذربائیجان تبریز،
رے، اہواز میں حنفی غالب۔۔۔۔۔ فارس میں احناف کی
کثرت تھی، پھر اثناعشری کا غلبہ ہونے لگا، پاک و ہند
میں غالب اکثریت حنفی کی ہے شوافع ایک ملین سے زیادہ
نہ ہوں گے اکثر حنفی ہیں۔۔۔۔۔ ۱۹۱

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) نے سچ فرمایا۔۔۔۔۔

بلا تکلف و تعصب کہا جاسکتا ہے اس مذہب حنفی کی
نورانیت کشفی نظر میں دریائے عظیم کی طرح دکھائی دیتی
ہے اور دوسرے تمام مذاہب حوضوں اور نہروں کی
طرح نظر آتے ہیں اور ظاہری طور پر بھی جب ملاحظہ کیا

ہے اور اس مذہب کے پیرو دوسرے ملکوں میں بھرت
 پائے جاتے ہیں جو روئے زمین کے تمام مسلمانوں کا دو
 تہائی ہیں۔۔۔۔۔ ۱۹۴

امیر شکیب ارسلان نے اپنی کتاب حسن المساعی کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ مسلمانوں
 کی اکثریت امام ابو حنیفہ کی پیرو ہے۔۔۔۔۔ خود غیر مقلد علماء نواب صدیق حسن خان
 (م- ۱۳۰ھ / ۱۸۹۰ء) مولوی ثناء اللہ امرتسری (م- ۱۳۶ھ / ۱۹۳۸ء) اور
 مولوی محمد حسین ہالوی نے گروہ غیر مقلدین کو آٹے میں نمک کے برابر لکھا ہے۔ ۱۹۵

حضور انور ﷺ نے سواد اعظم کی پیروی کا حکم دیا۔۔۔۔۔ ۱۹۶

فرمایا:۔۔۔۔۔ ”جماعت سے الگ ہونے والے کو بھیر دیا کھا جاتا ہے“ ۱۹۷۔۔۔۔۔ نیز
 فرمایا:۔۔۔۔۔ ”جو جماعت سے نکلا اس کی موت جاہلیت کی موت ہے“ ۱۹۸۔۔۔۔۔

اتنے واضح ارشادات کے باوجود سواد اعظم کو چھوڑ کر چھوٹی ٹکڑیاں بنانا
 سراسر قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔۔۔۔۔ اگر حضور انور ﷺ یہ فرماتے ہیں کہ سب
 سے چھوٹی جماعت کی پیروی کرنا تو یقیناً غیر مقلدوں کی پیروی اسلام قرار پاتی مگر اس دور
 میں غیر مقلدین آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ نہیں نہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ سواد
 اعظم یعنی جماعت کثیر کے ساتھ رہنا اور سواد اعظم سنی حنفی ہیں۔۔۔۔۔ مالکی، شافعی،
 حنبلی سب ان میں شامل ہیں۔۔۔۔۔ دعوت دینے کا حق صرف سواد اعظم کو ہے کیونکہ
 یہی صراط مستقیم پر ہے ان کے علاوہ جو دعوت دیتا ہے حقیقت میں سیدھے راستے سے
 ہٹاتا ہے۔۔۔۔۔ حکم یہی ہے کہ جس بات میں اختلاف ہو تو اللہ و رسول سے رجوع کیا
 جائے ۱۹۹۔۔۔۔۔ حضور انور ﷺ نے بھی یہی فرمایا۔۔۔۔۔

”میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان
 دونوں پر عامل رہو گے گمراہ نہ ہو گے، وہ کتاب الہی اور
 میری سنت ہے“۔۔۔۔۔ ۲۰۰

قرآن حکیم بھی ہم کو تقلید کا حکم دے رہا ہے، حدیث پاک میں بھی سواد اعظم کی تقلید کا حکم ہے اور مؤرخین یہ بتا رہے ہیں کہ سواد اعظم کون ہیں، تلاش و جستجو کی بھی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ ان واضح حقائق کے بعد اگر کوئی سواد اعظم سے الگ جماعت تشکیل دیتا ہے تو احادیث میں اس کے واضح احکامات موجود ہیں نیز صحیح مسلم کی ایک حدیث میں سواد اعظم کے بالمقابل جماعت قائم کرنے والوں کی اہم نشانیاں بھی بتادیں جو قابلِ توجہ ہیں، فرمایا۔۔۔۔۔

”وہ باتیں تمہارے پاس لائیں گے جو تم نے سنیں نہ تمہارے باپ دادا نے“۔۔۔۔۔ اور یہ ہدایت فرمائی۔۔۔۔۔ ”ان سے دور بھاگو، انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکانہ دیں، کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں“۔۔۔۔۔ اللہ اکبر! وہ توروف و رحیم ہیں جو ہونے والا تھا اس سے پہلے اپنے غلاموں کو پہلے ہی آگاہ فرمادیا۔۔۔۔۔

(۹) غیر مقلدین تاریخ کے آئینے میں

کسی بھی شخصیت یا تحریک کی کردار کشی مؤرخانہ دیانت کے خلاف ہے۔ ہر انسان اللہ کا بندہ، حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اور حضور انور ﷺ کی امت میں ہے، ان تین رشتوں کا خیال رکھنا چاہیے اس لئے راقم کی یہ کوشش رہتی ہے کہ جس زمانے کی اللہ نے قسم کھائی اس کی تاریخ دیانت دارانہ، غیر جانبدارانہ، عادلانہ اور مومنانہ انداز میں قلم بند کی جانی چاہئے تاکہ پڑھنے والا تاریخ کے صحیح پس منظر کی روشنی میں صحیح فیصلہ کر سکے اور کھرا کھوٹا الگ کر سکے۔۔۔۔۔

اس وقت ہم اہل حدیث (غیر مقلدین) کے بارے میں تاریخ کی روشنی میں کچھ عرض کریں گے۔۔۔۔۔

قرونِ اولیٰ میں ”اہل حدیث“ یا ”صاحب الحدیث“ ان تابعین یا تبع تابعین کو کہتے تھے جن کو احادیث زبانی یاد ہوئیں اور احادیث سے مسائل نکالنے کی قدرت رکھتے

تھے۔۔۔۔۔ پوری اسلامی تاریخ میں اہل حدیث کے نام سے کسی فرقہ کا وجود نہیں ملتا۔۔۔۔۔ اگر مسلک کے اعتبار سے اہل حدیث لقب اختیار کرنے کی گنجائش ہوتی تو حضور ﷺ "علیکم بسنتی" نہ فرماتے بلکہ "علیکم بحدیثی" فرماتے۔۔۔۔۔

حضور ﷺ کی حدیث پاک سے اہل سنت، لقب اختیار کرنے کی تائید ہوتی ہے "اہل حدیث" کی تائید نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ جیسا کہ عرض کیا گیا ہے پہلے علم حدیث کے ماہرین کو اہل حدیث کہتے تھے مگر ہر کس و ناکس کو کہنے لگے، صاحب طرز ادیبوں، مصنفوں کو اہل قلم کہتے ہیں۔۔۔۔۔ کیسی عجیب اور نامعقول بات ہوگی اگر ہر جاہل و غبی خود کو اہل قلم کہلوانے لگے؟

پاک و ہند میں لفظ "اہل حدیث"، کی ایک سیاسی تاریخ ہے۔ جو نہایت ہی تعجب خیز اور حیران کن ہے۔ برصغیر میں اس فرقے کو پہلے وہابی کہتے تھے جو اصل میں غیر مقلد ہیں چونکہ انہوں نے انقلاب ۱۸۵۷ء سے پہلے انگریزوں کا ساتھ دیا اور برصغیر میں برطانوی اقتدار قائم کرنے اور تسلط جمانے میں انگریزوں کی مدد کی۔۔۔۔۔ انگریزوں نے اقتدار حاصل کرنے کے بعد تو اہل سنت پر ظلم و ستم ڈھائے لیکن ان حضرات کو امن و امان کی ضمانت دی۔۔۔۔۔

سر سید احمد خان (م۔ ۱۳۱۵ھ / ۱۸۶۸ء) کے بیان سے جس کی تائید ہوتی ہے:۔۔۔۔۔

انگلش گورنمنٹ ہندوستان میں اس فرقے کے لئے جو وہابی کہلایا ایک رحمت ہے جو سلطنتیں اسلامی کہلاتی ہیں ان میں بھی وہابیوں کو ایسی آزادی مذہب ملنا دشوار ہے بلکہ ناممکن ہے سلطان کی عملداری میں وہابیوں کا رہنا مشکل ہے اور مکہ معظمہ میں تو اگر کوئی جھوٹ موٹ بھی وہابی کہہ دے تو اسی وقت جیل خانے یا حوالات میں بھیجا جاتا ہے۔۔۔۔۔ پس وہابی جس آزادی مذہب سے انگلش گورنمنٹ کے سایہ عاطفت

میں رہتے ہیں دوسری جگہ ان کو میسر نہیں۔ ہندوستان ان

کے لئے دارالامن ہے۔۔۔۔۔ ۲۰۲

یہ اس شخص کے تاثرات ہیں جو ہندوستانی سیاست بلکہ عالمی سیاست پر گہری نظر رکھتا تھا۔۔۔۔۔ ہندوستان میں ان حضرات کو امن ملتا اور سلطنت عثمانیہ میں نہیں (جو مسلمانوں کی عظیم سلطنت تھی ایشیاء، یورپ، افریقہ تک پھیلی ہوئی) امن نہ ملنا اس حقیقت کی روشن دلیل ہے کہ ان حضرات کا تعلق انگریزوں سے رہا تھا۔۔۔۔۔ آل سعود کی تاریخ پر جن کی گہری نظر ہے ان کو معلوم ہے کہ انہیں حضرات نے سلطنت اسلامیہ کے سقوط اور آل سعود کے اقتدار میں اہم کردار ادا کیا۔۔۔۔۔ یہ کوئی الزام نہیں تاریخی حقیقت ہے جو ہمارے معصوم جوانوں کو معلوم نہیں ہے۔ اور نہ بتائی جاتی ہے کیونکہ ہماری تاریخ بھی مصلحتوں کا شکار رہی ہے۔۔۔۔۔

خود اہل حدیث عالم مولوی محمد حسین بٹالوی (جنہوں نے انگریزی اقتدار کے بعد برصغیر کے غیر مقلدوں کی وکالت فرمائی) کی اس تحریر سے سرسید احمد خان کے بیان کی تصدیق ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔

اس گروہ اہل حدیث کے خیر خواہ و فاداری رعایا برٹش

گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی اور روشن دلیل یہ ہے کہ یہ

لوگ برٹش گورنمنٹ کے زیر حمایت رہنے کو اسلامی

سلطنتوں کے ماتحت رہنے سے بہتر سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔ ۲۰۳

آخر کیا بات ہے کہ اسلام کے دعویٰ دار ایک فرقے کو خود مسلمانوں کی سلطنت میں وہ امن نہیں مل رہا ہے جو اسلام کے دشمنوں کی سلطنت میں مل رہا ہے۔ ہر ذی عقل اس کی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے اس کے لئے تفصیل کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔

ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوہلی پر مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو سپاس نامہ پیش کیا اس

میں بھی یہ اعتراف موجود ہے۔۔۔۔۔ آپ نے فرمایا:۔۔۔۔۔

اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام و استحکام سے زیادہ

مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارک باد کی صدا آئیں

زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔۔۔۔۔ ۲۰۴

یہی بزرگ ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔

جو ”اہل حدیث“ کہلاتے ہیں وہ ہمیشہ سے سرکار انگریز

کے نمک حلال اور خیر خواہ رہے ہیں اور یہ بات بار بار

ثابت ہو چکی ہے اور سرکاری خط و کتابت میں تسلیم کی

جا چکی ہے۔۔۔۔۔ ۲۰۵

یہود و نصاریٰ کو مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے ہمیشہ ڈر لگتا رہتا ہے۔۔۔۔۔ ۱۸۵۷ء

کے فوراً بعد انگریزوں کے مفاد میں اس جذبے کو سرد کرنے کی ضرورت تھی چنانچہ مولوی

محمد حسین ہٹالوی نے جہاد کے خلاف ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۶ء میں ایک رسالہ ”الاقتصاد فی

مسائل الجہاد“ تحریر فرمایا جس پر بقول مسعود عالم ندوی حکومت برطانیہ نے مصنف کو

انعام سے نوازا۔۔۔۔۔ ۲۰۶

آپ نے بار بار لفظ ”اہل حدیث“ سنا جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اس فرقہ کو

پہلے ”وہابی“ کہتے تھے انگریزوں کی اعانت اور عقائد میں سلف صالحین سے اختلاف کی بناء

پر برصغیر کے لوگ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد ان سے نفرت کرنے لگے اس لئے

وہابی نام بد لوا کر ”اہل حدیث“ نام رکھنے کی درخواست کی گئی۔۔۔۔۔ یہ اقتباس ملاحظہ

فرمائیں:۔۔۔۔۔

مباریں اس فرقے کے لوگ اپنے حق میں اس لفظ (وہابی) کے

استعمال پر سخت اعتراض کرتے ہیں اور کمال ادب و انکساری کے ساتھ

گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں وہ سرکاری طور پر اس لفظ وہابی کو

منسوخ کر کے اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم نافذ کرے اور

ان کو ”اہل حدیث“ کے نام سے مخاطب کیا جائے۔۔۔۔۔ ۲۰۷

حکومت برطانیہ کے نام مولوی محمد حسین ہالوی کی انگریزی درخواست کا اردو ترجمہ جس میں حکومت برطانیہ سے ”وہابی“ کی جگہ ”اہل حدیث“ نام منظور کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔

ترجمہ درخواست برائے الاٹمنٹ نام اہل حدیث ومنسوحی لفظ وہابی

اشاعة السنہ افسس لاہور
از جانب ابوسعید محمد حسین لاہوری، ایڈیٹر اشاعة السنہ
وکیل اہل حدیث ہند

بخدمت جناب سیکرٹری گورنمنٹ

میں آپ کی خدمت میں بطور ذیل پیش کرنے کی اجازت اور معافی کا درخواست گار ہوں، ۱۸۸۶ء میں میں نے ایک مضمون اپنے ماہوار رسالہ اشاعة السنہ میں شائع کیا تھا جس میں اس بات کا اظہار تھا کہ لفظ وہابی، جس کو عموماً باغی و نیک حرام کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، لہذا اس لفظ کا استعمال، مسلمانان ہندوستان کے اس گروہ کے حق میں جو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور وہ ہمیشہ

سے سرکار انگریز کے نمک حلال و خیر خواہ رہے ہیں،
 اور یہ بات (سرکار کی وفاداری و نمک حلالی) بار بار
 ثابت ہو چکی ہے اور سرکاری خط و کتابت میں
 تسلیم کیے جا چکے ہیں، مناسب نہیں (خط کشیدہ جملے
 خاص طور پر قابل غور ہیں۔)

بناد بریں اس فرقہ کے لوگ اپنے حق میں اس لفظ
 کے استعمال پر سخت اعتراض کرتے ہیں۔ اور کمال ادب
 و انکساری کے ساتھ، گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں
 کہ وہ (ہماری وفاداری، جاں نثاری اور نمک حلالی کے
 پیش نظر) سرکاری طور پر اس لفظ و ہابی کو منسوخ کر کے
 اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم نافذ کرے، اور
 ان کو اہل حدیث کے نام سے مخاطب کیا جاوے اس
 مضمون کی ایک کاپی بذریعہ عرضداشت میں (محمد حسین ٹالوی)
 نے پنجاب گورنمنٹ میں پیش کی اور اس میں یہ درخواست
 کی کہ گورنمنٹ اس مضمون کی طرف توجہ فرماوے، اور
 گورنمنٹ ہند کو بھی اس پر توجہ فرماوے اور اس فرقہ کے
 حق میں استعمال لفظ و ہابی سرکاری خط و کتابت میں موقوف
 کیا جاوے اور اہل حدیث کے نام سے مخاطب کیا
 جاوے۔ اس درخواست کی تائید کے لئے اور اس امر

کی تصدیق کے لئے کہ یہ درخواست کل ممبران اہل حدیث
 پنجاب و ہندوستان کی طرف سے ہے (پنجاب و ہندوستان
 کے تمام غیر مقلد علماء یہ درخواست پیش کرنے میں برابر
 کے شریک ہیں) اور ایڈیٹر اشاعت السنہ ان سب کی
 طرف سے وکیل ہے۔ میں (محمد حسین بٹالوی) نے چند
 قطعات محضر نامہ گورنمنٹ پنجاب میں پیش کئے، جن پر
 فرقہ اہل حدیث تمام صوبہ جات ہندوستان کے دستخط
 ثبت ہیں۔ اور ان میں اس درخواست کی بڑے زور سے
 تائید پائی جاتی ہے۔

چنانچہ آنریبل سر چارلس ایچی سن صاحب بہادر،
 جو اس وقت پنجاب کے یقینینٹ گورنر تھے، گورنمنٹ
 ہند کو اس درخواست کی طرف توجہ دلا کر اس درخواست
 کو باجائزت گورنمنٹ ہند منظور فرمایا، اور اس سبب لفظ
 وہابی کی مخالفت اور اجراء نام اہل حدیث کا حکم پنجاب
 میں نافذ فرمایا جائے۔

میں ہوں آپ کا نہایت ہی فرمانبردار خادم

ابوسعید محمد حسین

ایڈیٹر اشاعت السنہ (اشاعت السنہ ص ۲۶ تا ۲۷ شمارہ
 جلد نمبر ۱۱)

یہ درخواست گورنر پنجاب سر چارلس اپچی سن کو دی گئی اور انہوں نے تائیدی نوٹ کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیجی اور وہاں سے منظوری آگئی اور ۱۸۸۸ء میں حکومت مدراس، حکومت بنگال، حکومت یوپی، حکومت سی پی، حکومت ممبئی وغیرہ نے مولوی محمد حسین کو اس کی اطلاع دی۔۔۔۔۔

سر سید احمد خان نے بھی اس کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں:۔۔۔۔۔

جناب مولوی محمد حسین نے گورنمنٹ سے درخواست کی تھی کہ اس فرقے کو جو درحقیقت اہل حدیث ہے۔۔۔۔۔ گورنمنٹ اس کو ”وہابی“ کے نام سے مخاطب نہ کرے۔۔۔۔۔ مولوی محمد حسین کی کوشش سے گورنمنٹ نے منظور کر لیا ہے کہ آئندہ گورنمنٹ کی تحریرات میں اس فرقے کو ”وہابی“ کے نام سے تعبیر نہ کیا جاوے بلکہ ”اہل حدیث“ کے نام سے موسوم کیا جاوے۔۔۔۔۔ ۲۰۸

اب آپ کو تاریخ کی روشنی میں فرقہ اہل حدیث (جو اصل میں غیر مقلد ہے) کی حقیقت معلوم ہوگئی۔۔۔۔۔ یہ فرقہ اہل سنت کا سخت مخالف ہے اور اجتہاد کا دعویٰ کرتا ہے۔۔۔۔۔ فلسطین کے مشہور عالم اور جامعہ ازہر مصر کے استاد علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی (م۔ ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۲ء) جو نابلس کے قاضی اور محکمہ انصاف کے وزیر بھی رہ چکے ہیں) فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔

وہ مدعی اجتہاد ہیں مگر زمین میں درپے فساد ہیں، اہل سنت کے مذاہب میں سے کسی مذہب پر بھی گامزن نہیں ہوتے۔ شیطان ان میں سے نئی نئی جماعتیں تیار کرتا رہتا ہے جو اہل اسلام کے ساتھ برسر پیکار ہیں۔۔۔۔۔ ۲۰۹

اس اقتباس میں محکمہ انصاف کے اس وزیر اور جج نے تین باتیں فرمائی ہیں:۔۔۔۔۔

TRANSLATION
OF THE
TAKWIYAT-UL-IMAN.

PRECEDED BY

A NOTICE OF THE AUTHOR,

MAULAVI ISMAIL HAJJI.



MIR SHAHAMAT ALI.

[EXTRACTED FROM THE JOURNAL OF THE ROYAL ASIATIC SOCIETY.]

LONDON, 1852.

مولوی اسماعیل دہلوی (م-۱۲۳۶ھ / ۱۸۳۱ء) کی تقویۃ الایمان کے انگریزی ترجمہ کا
ٹائپل جو میر شہامت علی نے کیا تھا اور مصنف کے ایما پر رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے
جرنل میں شائع ہوا تھا، بعد میں ۱۸۵۲ء میں لندن سے شائع ہوا۔

۱۔۔۔ اہل سنت کے مذاہب میں سے یعنی نہ حنفی نہ مالکی نہ حنبلی نہ شافعی۔۔۔۔۔ یہ سب اہل سنت ہیں۔

۲۔۔۔ شیطان ان میں سے نئی نئی جماعتیں تیار کرتا رہتا ہے۔۔۔۔۔ یہ بات اگرچہ بہت تلخ ہے مگر حقیقت ہے۔ اہل حدیث عالم مولوی محمد حسین بٹالوی نے حیرت انگیز انکشاف فرمایا:۔۔۔۔۔

تعب کی بات ہے فتنہ انکار حدیث نے اہل حدیث کی مسجد سے جنم لیا جو بانی مذہب کا ہیڈ کوارٹر رہا^{۲۱۰}۔۔۔۔۔

آج کل بعض جماعتیں اس فکر کو پروان چڑھا رہی ہیں۔۔۔۔۔ تاریخ کی روشنی میں آپ پڑھ چکے ہیں اس فرقے کا تعلق دشمنان اسلام انگریزوں سے رہا، اہل قرآن چونکہ انہیں میں سے نکلے وہ بھی اس درخت کی شاخ ہیں۔۔۔۔۔

۳۔۔۔ تیسری بات جو فرمائی۔۔۔۔۔ اہل اسلام کے ساتھ برسر پیکار رہے۔۔۔۔۔ اس کی تصدیق تحریک بالاکوٹ ۱۸۷۶ء-۱۸۳۰ء^{۲۱۱} میں انگریزوں کی اعانت کرنے۔۔۔۔۔ اور انگریزوں کی مدد سے آل سعود کی حکومت قائم کرنے اور مسلمانوں کا بے دریغ خون بہانے سے ہوتی ہے^{۲۱۲}۔۔۔۔۔ (تاریخ کا یہ خونی باب چھپا ہوا ہے، ہمارے جوان بے خبر ہیں)۔۔۔۔۔ اس وقت عالمی سطح پر اہل سنت کے خلاف محاذ آرائی میں مصروف ہیں اس لئے وزیر انصاف نے جو کچھ فرمایا وہ قابل توجہ ہے۔۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شیطانی فتنوں سے آگاہ فرمایا:۔۔۔۔۔

اے آدم کی اولاد! خبردار شیطان تمہیں فتنے میں نہ ڈالے
جس نے تمہارے مال باپ کو بہشت سے نکالا۔۔۔۔۔ بے
شک ہم نے شیطان کو ان کا دوست کہا جو ایمان نہیں
لائے۔۔۔۔۔^{۲۱۳}

اس ساری گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ ”اہل حدیث“ کی باتیں سننے اور ان کے ہم نوا ہونے سے پہلے ان کی ابتداء، ماضی کی کارکردگی اور موجودہ طرز عمل اور اس کے نتائج کو ضرور سامنے رکھنا چاہئے۔۔۔۔۔ خود اہل حدیث کے جو ان بھی جو ان تلخ حقائق سے پہلی مرتبہ باخبر ہوئے ہوں اپنے فکر و عمل پر سنجیدگی سے ضرور غور فرمائیں۔۔۔۔۔ اہل حدیث عالم نواب وحید الزماں خان نے اس فرقے کے طرز عمل پر تنقید فرمائی ہے جو خود اہل حدیث کے لئے لمحہ فکر یہ ہے، آپ نے فرمایا:۔۔۔۔۔

”ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے امن تہیہ اور امن قیم اور شوکانی

(م۔ ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء) اور شاہ ولی اللہ اور اسماعیل شہید (م۔

۱۲۲ھ۔ ۱۸۳۱ء) کو دین کا ٹھیکہ دار بنا رکھا ہے جہاں کسی مسلمان

نے ان بزرگوں کے خلاف قول کو اختیار کیا بس اس کے پیچھے پڑ گئے اور

برا بھلا کہنے لگے۔۔۔۔۔ بھائیو! ذرا غور تو کرو اور انصاف کرو جب تم

نے ابو حنیفہ، شافعی کی تقلید چھوڑی تو امن تہیہ اور شوکانی جو ان سے

بہت متاخر ہیں ان کی تقلید کیوں ضروری ہے؟ ۲۱۳

اس اقتباس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ غیر مقلد کو بھی تقلید کے بغیر چارہ

نہیں۔۔۔۔۔ اور دوسری بات یہ کہ جب مقصد ہی اختلاف و فساد ہو تو پھر کوئی معقول بات

تسلیم نہیں کی جاتی حالانکہ تسلیم کرنے کی سورت میں فساد و اختلاف ختم ہو جاتے ہیں۔

۔۔۔۔۔ بہر حال یہ حقائق پڑھ کر ہمارے جو ان اپنے دل سے یہ ضرور پوچھیں گے کہ

وہ حق پر تھے جنہوں نے یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین کا ساتھ دیا یا وہ حق پر تھے

جنہوں نے یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین کا ساتھ نہ دیا اور اپنے بلند کردار و اخلاق سے

یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین کو مشرف باسلام۔۔۔۔۔؟ افسوس صد افسوس

دشمنان اسلام نے خود ہمارے ہاتھوں ہماری تاریخ کو ایسا غبار آلود کر دیا کہ غبار ہٹانے

میں بھی برسوں لگ جاتے ہیں پھر جو حقائق معلوم ہوتے ہیں تو عقل حیران ہو جاتی ہے

۔۔۔۔۔ اپنے عقل و شعور پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔۔۔۔۔ مشکوٰۃ شریف

میں یہ حدیث ہے: -----

پہلی امتوں کی بیماری حسد و بغض تم میں سرایت کر گئی ہیں
یہ مونڈنے والی بیماری ہے ----- میں نہیں کہتا کہ وہ
باتوں کو مونڈتی ہے بلکہ وہ زمین کا صفایا کر دیتی ہیں

----- ۲۱۵

حسد و بغض دو برائیاں ہیں جو انسانی وجود میں ہیں ----- فالہمہا فجورہا و
تقوہا^{۲۱۶} ----- سازشی انہی خواہیدہ برائیوں کو مختلف حربوں سے ابھارتے ہیں پھر
جس کے خلاف چاہتے ہیں استعمال کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے خلاف ابھارا گیا تاکہ
اسلام کی سرسبز و شاداب زمین صاف ہو جائے اور اس میں دوبارہ پودانہ لگ سکے -----
سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا ”زمین کا صفایا کر دیتی ہے“ ----- ایک بڑی نفسیاتی حقیقت
کا انکشاف فرمایا -----

تقلید سے فرار کارِ حجان دور غلامی کی یادگار ہے ----- جب دشمنان اسلام نے عالم
اسلام میں قدم رکھا تو غیر منقسم ہندوستان میں بھی انگریزوں کی خیر خواہ ایک جماعت
پیدا ہوئی جس کو ”وہابی“ کہا جاتا تھا ----- اس جماعت کے عمائدین نے انگریز حاکموں
سے درخواست کی کہ ان کو وہابی کے جائے اہل حدیث کہا جائے درخواست منظور کی
----- چونکہ اس جماعت کے اکابرین نے انگریزوں کی مدد کی تھی اس کے صلے میں انگریز
حاکموں نے اس جماعت کا نام اہل حدیث رکھ دیا^{۲۱۷} ----- یہ نام نہ قرآن میں ہے نہ
حدیث میں ہے نہ خیر القرون میں نظر آتا ہے اور نہ تاریخ میں ہے اس لئے اہل نظر اس
نام کو ”بدعت“ کہتے ہیں اور وہ بھی بدعتِ سنئہ کیونکہ اس سے ملتِ اسلامیہ کی وحدت
میں رخنہ پڑا اور وہ ایک ٹکڑی میں بٹ گئی ----- افسوس ہم نے خواہش نفس کو اپنا امام بنایا
اور اس راہ پر چل نکلے جس راہ پر نفس نے ہماری رہنمائی کی، افسوس ہم نے -----

”اور بہترے اپنی خواہش سے گمراہ کرتے ہیں بے جانے“ ۲۱۸

بے شک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۔“

قرآن کریم میں بار بار خواہشات پر نہ چلنے کا حکم دیا گیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔۔۔۔۔

”اور اس کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ

اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا“۔ ۲۱۹

ایک جگہ ارشاد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

”تو خواہش کے پیچھے نہ جاؤ کہ حق سے الگ پڑو“ ۲۲۰۔۔۔۔۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔۔۔۔۔

”تم فرماؤ اے کتاب والو! اپنے دین میں ناحق زیادتی نہ کرو

اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے اور

بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بہک گئے۔۔۔۔۔ ۲۲۱

متعدد آیات میں خواہشات نفس پر چلنے والوں کا ذکر کیا اور خواہش پر چلنے سے منع

کیا ہے ۲۲۲۔۔۔۔۔ ہم نے خواہش پر چلنے کو حدیث پر چلنا قرار دیا، اور اہل حدیث

مشہور ہوئے۔

ہمارا حال عجیب ہے، جب بات صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کی تقلید کی

آتی ہے تو ہمارا تنقیدی شعور بیدار ہو جاتا ہے اور جب بات کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ

اور ملحدین کی تقلید کی آتی ہے تو ہمارا تنقیدی شعور سو جاتا ہے،۔۔۔۔۔ عقل پوچھتی ہے یہ

تنقیدی شعور مسلم ہے یا غیر مسلم!۔۔۔۔۔ ہمارے شعور کا رنگ ڈھنگ اور خوب تو کچھ غیر

مسلموں کی سی ہے۔۔۔۔۔ ہم یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین کے قوانین ماننے اور اپنی

حکومتوں میں نافذ کرنے کے لئے تیار ہیں مگر جب بات امام ابو حنیفہ کے مرتبہ قانون

شریعت کی آتی ہے تو اعتراضات ہونے لگتے ہیں۔۔۔۔۔ ہمیں اللہ کے محبوبوں کے بنائے

ہوئے قوانین پر اعتراض ہے ، ہمیں اللہ کے منضوبوں کے بنائے ہوئے قانون پر
 اعتراض نہیں۔۔۔۔ ہمارا حال ہو گیا؟۔۔۔۔ سوچیں تو سہی!۔۔۔۔ خوب غور
 فرمائیں!۔۔۔۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔۔۔۔ سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر اس کے
 بعد کا زمانہ پھر اس کے بعد کا زمانہ ۲۲۳۔۔۔۔ خیر القرون کے محدثین و فقہاء اطاعت کے
 زیادہ مستحق ہیں یا شر القرون کے علماء و دانشور؟۔۔۔۔ عقل سلیم جواب مانگتی
 ہے؟۔۔۔۔ آپ خود جواب دیں۔

(۹) عالمی سازش اور وقت کا تقاضا

ہم چاروں طرف سے عالمی سازشوں میں گھرے ہوئے ہیں جس کا واحد
 مقصد ہماری نظروں میں ہم کو گرانا ہے تاکہ حال میں کمتری کا شکار ہوں اور مستقبل میں
 سرنہ اٹھا سکیں۔۔۔۔ آپ غور فرمائیں اور خوب غور فرمائیں اور موجودہ صورت حال کا
 گہری نظر سے جائزہ لیں۔۔۔۔ کبھی قرآن حکیم کے الفاظ و حروف کو کلام الہی نہ کہہ کر
 ہم کو قرآن کی تکریم و تعظیم سے روکا جاتا ہے حالاں کہ خود قرآن میں بار بار قرآن کی
 تکریم و تعظیم کا ذکر کیا گیا ہے اور ہدایت کی گئی ہے ۲۲۲۔۔۔۔ کبھی قرآن پر زور دے کر
 تفسیری سرمایہ کا انکار کیا جاتا ہے تاکہ سارے کا سارا سرمایہ بے وقعت ہو کر رہ جائے کبھی
 مجتہدین پر اعتراض کیا جاتا ہے تاکہ مجتہدین اور فقہ کا سارا سرمایہ بے اعتبار ہو کر رہ
 جائے۔۔۔۔ کبھی محدثین پر اعتراض کیا جاتا ہے تاکہ سارے محدثین اور حدیث کا
 سارا سرمایہ مشکوک بن کر رہ جائے۔۔۔۔ کبھی حضور ﷺ کی شخصیت کے خدو خال اور
 فضائل کو زیرِ حٹ لایا جاتا ہے، آپ ﷺ کو (معاذ اللہ) عام انسان کی صف میں لاکھڑا
 جاتا ہے تاکہ سیرت اور متعلقات سیرت کا سارا ذخیرہ نظروں سے گرجائے ۲۲۵۔۔۔۔
 کبھی نعت پر اعتراض کیا جاتا ہے تاکہ ادب کی اس اہم صنف سخن کا سارا ادبی سرمایہ بے
 وقعت ہو کر رہ جائے۔۔۔۔ کبھی اولیاء پر اعتراض کیا جاتا ہے۔۔۔۔ تاکہ ان کی سوانح

اور تصانیف کا عظیم سرمایہ بے وقعت ہو کر رہ جائے۔۔۔۔۔ کبھی علماء حق پر اعتراض کیا جاتا ہے تاکہ ان کی کوششوں کو خاک میں ملا دیا جائے اور ان کی بھاری بھر کم شخصیات نظروں سے گر جائیں۔۔۔۔۔ جامع اور متنوع موضوعات پر ان کی تصانیف کا عظیم سرمایہ بے وزن ہو کر رہ جائے۔۔۔۔۔ یہ سارا سرمایہ عربی و فارسی میں ہے۔۔۔۔۔ عربی و فارسی کے پڑھنے والے طلبہ ایک عرصہ ہوا کالجوں، اسکولوں میں نظر نہیں آتے۔۔۔۔۔ عربی، فارسی ہمارے علم و دانش کی کنجیاں ہیں اور ہماری ملی وجود کی دو آنکھیں ہیں۔۔۔۔۔ اس سے محروم ہو گئے تو گویا بینائی سے محروم ہو گئے۔۔۔۔۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کس دھیمے انداز سے ہمارے اکابر و اسلاف اور ہمارے علمی سرمایہ کو نظروں سے گرایا جا رہا ہے۔۔۔۔۔ ہمارے کتب خانے علم و دانش سے بھرے ہوئے ہیں مگر ہماری نظروں سے گرے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے جب یورپ کے کتب خانوں میں ہمارے ان مشاہیر کی کتابوں کا ایک عظیم ذخیرہ دیکھا تو ان کی غیرت نے لکارا اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا :

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی

جو دیکھو ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارا

ہمارے دشمنوں نے ہم کو لوٹ کر اپنے ایوانوں کو سجایا۔۔۔۔۔ ہماری نکر و دانش سے اپنے چراغ روشن کئے مگر ہماری آنکھوں کی بصارت چھین لی۔۔۔۔۔ جس شاندار علمی ذخیرے کو دیکھ کر اقبال کا جگر پارہ پارہ اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا اس عظیم ذخیرے کی عظمت ہمارے دلوں سے نکالی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ اس ذخیرے کے مصنفین، مؤلفین کو کافر و مشرک ثابت کیا جا رہا ہے۔۔۔۔۔ ان سازشوں کا مقصد ایک ہے کہ ہم کو ہمارے ماضی سے جدا کر دیا جائے تاکہ دشمنان اسلام اپنے مقاصد کے لئے ہم کو استعمال کر سکیں۔۔۔۔۔ جو تحریک ہم کو ماضی سے جدا کر دے جو تحریک ہماری نظروں میں ہمارے شاندار ماضی اور ہمارے مشاہیر کو بے وقعت کر دے وہ کوئی اسلامی تحریک نہیں ہو سکتی، سازش ضرور ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ عقل سلیم یہی کہتی ہے۔

پیش نظر مقالہ آخری مراحل پر تھا کہ کویت کے سابق وزیر داخلہ سید یوسف ہاشم رفاعی کا علماء نجد کے نام ایک درد انگیز پیغام نظر سے گزرا جو ابو عثمان قادری نے اردو میں ترجمہ کیا ہے اور صفحہ اکیڑمی، لاہور نے ۱۹۹۹ء میں شائع ہے۔ اس خط میں رفاعی صاحب نے بہت سی ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے دشمنان اسلام کے جرائم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو مسلمان حکومتوں کے ہاتھوں پورے کرائے جارہے ہیں۔۔۔۔۔ رفاعی صاحب نے سعودی حکومت میں رہ کر چشم خود جو مشاہدات کئے ہیں وہ بڑی دل سوزی سے قلم بند کئے ہیں۔۔۔۔۔ ملاحظہ فرمائیں :-

توحید پرستوں پر شرک کی تہمت لگانا، مسلمانوں کی تکفیر کرنا، ائمہ اربعہ کی تقلید سے روکنا، مخصوص ذہنیت کے حامل مولویوں کو عوام پر مسلط کرنا، حرمین شریفین میں عالم اسلام کے مقتدر علماء کو تقریر کی اجازت نہ دینا، سرکاری کارندوں کا حضور انور ﷺ کے روضہ اطہر پر مواجہ شریف سے پیٹھ پھیر کر بے ادبی سے کھڑا ہونا، مشاہیر اسلام کی قبروں کو شہید کرنا، توسل، زیارت اور میلاد کے قائلین کو سزائیں دینا، درود و سلام کی کتابوں پر پابندی نا، غیر شرعی مجالس پر پابندی نہ لگانا، اپنی رائے دوسروں پر مسلط کرنا، مسجد نبوی شریف میں رنگ و روغن کے بہانے نعتیہ اشعار مٹانا، جس شخص نے روضہ اطہر کی تعمیر کو بدعت کہا اور اس کو مسجد نبوی سے نکلنے کی تجویز دی، اس کو اعزاز اور ڈگری دینا، اکابر اہل سنت کی کتابوں میں علمی خیانت اور تحریف کرنا، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مکان کو گرا کر وہاں بیت الخلاء بنانا، ولادت نبوی ﷺ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی جگہ چوپائے باندھنا، چھوٹے چھوٹے لڑکوں اور بیوقوفوں کو اکابر اہل سنت اور

ائمہ اربعہ کے خلاف بولنے کی کھلی چھٹی دینا، مدینہ منورہ میں یونیورسٹی قائم کر کے طلبہ کے ذہنوں کو منحرف کرنا اور ان کو والدین کے خلاف صف آراء کرنا اور ان کا اپنے والدین کو کافرو مشرک سمجھنا، اولیاء اللہ کو کافرو مشرک خیال کرنا، پہلے سے مقرر عرب علماء اہل سنت کو حرم شریف میں تقریر سے باز رکھنا حتیٰ کہ ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی پر کفر کا فتویٰ دے کر ان کے قتل کی سازش کرنا۔ وغیرہ وغیرہ

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان ساری باتوں میں ملت اسلامیہ، اکابر ملت اسلامیہ، اور ملت اسلامیہ کے آثار کی توہین و توقیر کا سارا سامان موجود ہے۔۔۔۔۔ اس پیغام میں ان حقائق کے علاوہ اور بہت سے حقائق ہیں۔۔۔۔۔ یہ کسی معصب و غبی عجمی کی تحریر نہیں، یہ ایک اہم سرکاری عہدے پر فائز رہنے والے عرب عالم کی تحریر ہے اس لئے قابل توجہ ہے۔۔۔۔۔ اس خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ ائمہ اربعہ کے خلاف تحریک سیاسی تحریک ہے جس کا مقصد دشمنان اسلام کے عزائم کو پورا کرنا ہے۔۔۔۔۔ اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔۔ یہ تحریک گھروں کو اجاڑنے والی اور شہروں کو ویران کرنے والی ہے۔ یہ بات جذبہ نفسانی سے نہیں کہہ رہا تاریخ کے گہرے مطالعہ نے اس اظہار خیال پر مجبور کیا ہے اگر کسی کو برا لگے تو راقم معذرت خواہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو عقل سلیم اور دشمنان اسلام کے عزائم کا ادراک عطا فرمائے تاکہ ہم سب صراط مستقیم پر چلتے رہیں۔ آمین ثم آمین!

کاش ہم عالمی حالات پر وہ بصیرت پیدا کریں جو ہم کو نیند سے جگا دے!۔۔۔۔۔ اس وقت ہمیں بڑی ہوشیاری کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ جوہر ایمان کو سنبھالنے کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ حضور ﷺ کے رنگ میں رنگنے کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ صدیوں سے ہمارے اکابر جس صراط مستقیم پر چلتے رہے اس صراط مستقیم پر چلنے کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ ہر ہاتھ جھٹک کر دامن مصطفیٰ تھا مننے کی ضرورت ہے۔

مصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست

اگر باونز سیدی تمام بولصبی است

اس وقت ملت اسلامیہ ذہنی خلجان کی وجہ سے مختلف فرقوں میں بٹی ہوئی اور بستی
جا رہی ہے، اس تقسیم در تقسیم کے عمل کو ختم ہونا چاہیے، اس کا حل یہی ہے کہ ہم
حضور ﷺ کی اس ہدایت پر عمل کریں: ----

سواد اعظم کی پیروی کرو ۲۲۶

ہم تلاش کریں کہ سواد اعظم کہاں ہے، حقائق سے منہ نہ موڑیں، جو نظر آتا ہے وہ
دیکھیں اور دوسروں کو بھی دکھائیں، انفرادی و اجتماعی انا ختم کر کے سواد اعظم کی رسی کو
مضبوطی سے تھام لیں ----

یہی حق پر ہیں اس کے لئے زبان پکار پکار کے کہہ رہی ہے: ----

اے ایمان والو! اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو ---- ۲۲۷

اللہ یہ فرمائے ایک ہو جاؤ اور رسول اللہ ﷺ فرمائیں کہ سواد اعظم کے ساتھ ہو جاؤ،
متحد ہو جاؤ اور ہم اپنی الگ ٹکڑی بنا کر اللہ کی یہ وعید سننے کے لئے تیار ہو جائیں: ----

اور بے شک بہترے اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں، بے جانے،

بے شک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے ---- ۲۲۸

حد سے بڑھنے والا وہی ہے جو اللہ اور رسول کے حکم کو نظر انداز کر کے اپنی چھوٹی سی

ٹکڑی الگ بنائے ---- عقل یہی کہتی ہے ---- انہی کے دامن سے وابستہ رہیں جو اہل

بیت و صحابہ، ائمہ مجتہدین و محدثین، علماء و فقہاء کے دامن سے صدیوں سے وابستہ

رہتے چلے آرہے ہیں اور ہرگز ہرگز اس صراط مستقیم سے منہ نہ پھیریں ---- اس سے

روگردانی، نادانی ہے، اسی لئے قرآن حکیم میں فرمایا: ----

اور ابراہیم کے دین سے کون منہ پھیرے سو اس کے جو

دل کا احمق ہے ۲۲۹-----

عقل کا احمق نہ فرمایا، دل کا احمق فرمایا، یعنی جس کی عقل تو خوب کام کرتی ہے مگر
دل ویران ہے۔۔۔۔۔ مولیٰ تعالیٰ ہم کو روشن دل عطا فرمائے کہ ہم صراطِ مستقیم پر چلتے
رہیں۔ آمین۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۱۳۲۰ھ / ۱۹۹۹ء

۱۷/۱-۱۷

پی۔ای۔سی۔ ایچ سوسائٹی

کراچی۔ سندھ

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)



حواشی و حوالے

- ۱- قرآن حکیم، سورہ روم، آیت نمبر ۳۰
- ۲- قرآن حکیم، سورہ روم، آیت نمبر ۳۰
- ۳- قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۱۵
- ۴- قرآن حکیم، سورہ فاتحہ آیت نمبر ۶-۷
- ۵- قرآن حکیم، سورہ توبہ، آیت نمبر ۱۱۹
- ۶- قرآن حکیم، سورہ نحل، آیت نمبر ۱۲۳
- ۷- قرآن حکیم، سورہ نساء: ۱۲۵؛ طہ: آیت نمبر ۷۴؛ اعراف: ۱۵۷؛ نساء: ۵۹
- ۸- محمد حلیم چشتی، حیات و حید الزماں، کراچی، ص ۱۰۲
- ۹- قرآن حکیم، سورہ نحل: ۸۹، سورہ انعام، ۵۹
- ۱۰- ابن قیم، کتاب الروح، ص ۹۲
- ۱۱- البیان والتبیین، ج ۴، ص ۲۹
- ۱۲- قرآن حکیم، سورہ یونس، آیت نمبر ۵
- ۱۳- تفصیل کے لئے راقم کی کتاب آخری پیغام (مطبوعہ کراچی ۱۹۹۸ء) کا مطالعہ کریں۔
- ۱۴- قرآن حکیم، سورہ حجر، آیت نمبر ۹
- ۱۵- مسند داری، ص ۶۷، جامع البیان والعلوم، ص ۱، ص ۱
- ۱۶- الاستیعاب، ج ۱، ص ۴۳
- ۱۷- قرآن حکیم، سورہ حشر، آیت نمبر ۷
- ۱۸- قرآن حکیم، سورہ حشر، آیت نمبر ۷
- ۱۹- یہ صحیفہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے جمع فرمایا۔۔۔۔۔ (جامع بیان العلم، ج ۱، ص ۷۲)

۲۰۔ صحیفہ صحیحہ (ما قبل ۵۵ھ) یہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگرد ہمام بن منہ بن کامل بن شیخ اسماعیل الصنعانی الامدادی۔۔۔۔۔ کے لئے مرتب فرمایا جو صحیفہ ہمام بن منہ کے نام سے حیدرآباد دکن سے شائع ہوا اس کا چوتھا ایڈیشن (مطبوعہ ۱۹۵۶ء) ہمارے سامنے ہے۔۔۔۔۔ یہ صحیفہ مشہور محقق ڈاکٹر حمید اللہ نے مرتب فرمایا اور پہلی بار مکتبہ نشاۃ ثانیہ، معظم شاہی مارکیٹ، حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے بہت ہی معلومات افزا اور مفید مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔ بعض مرتبین نے صحیفہ ہمام کو اپنے مجموعوں میں محفوظ کیا مثلاً امام احمد بن حنبل (م۔ ۲۴۱ھ / ۶-۸۵۵ء) نے جسرہ محفوظ کیا۔ دوسرے محدثین نے اس کی حدیثیں مختلف ابواب میں شامل کیں۔ امام بخاری نے یہ احادیث ۱۳۸ مقامات پر مختلف ابواب میں شامل فرمائیں۔

- ۲۱۔ جامع بیان العلم، ج ۱، ص ۷۲
- ۲۲۔ طبقات حنابلہ، ص ۳۲۵
- ۲۳۔ تاریخ اسلام، سیاسی، ج ۱، ص ۳۹۶
- ۲۴۔ جامع بیان العلم، ج ۱، ص ۷۲
- ۲۵۔ مسند احمد، ص ۶۷، جامع البیان والعلوم، ج ۱، ص ۷۱
- ۲۶۔ استیعاب، ج ۲، ص ۴۳۷
- ۲۷۔ محمد علی: امام اعظم اور علم حدیث، سیال کوٹ، ص ۹۱-۹۲، حوالہ دارقطنی، ص ۲۰۹
- ۲۸۔ صحیفہ ہمام بن منہ ص ۶۴
- ۲۹۔ اعلام الموقعین، ص ۵
- ۳۰۔ الوابل الصیب، ص ۷۸
- ۳۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام
- ۳۲۔ حجۃ اللہ البالغہ، ج ۱، ص ۱۳۳
- ۳۳۔ ازالۃ الخفاء، ج ۲، ص ۶
- ۳۴۔ قرآن حکیم، سورہ قصص، آیت نمبر ۸۰، سورہ روم، آیت نمبر ۵۶، سورہ سبا، آیت نمبر ۶۰

- ۳۵- قرآن حکیم، سورہ عنکبوت، آیت نمبر ۴۳، سورہ شعراء، آیت نمبر ۱۹۷، سورہ فاطر، آیت نمبر ۲۸
- ۳۶- قرآن حکیم، سورہ مجادلہ، آیت نمبر ۱۱
- ۳۷- قرآن حکیم، سورہ یوسف، آیت نمبر ۷۶
- ۳۸- قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۵۹
- ۳۹- مسند امام اعظم، لاہور، ص ۳۸
- ۴۰- بخاری شریف، ج ۱، ص ۲۴
- ۴۱- قرآن حکیم سورہ نساء، آیت نمبر ۱۱۳
- ۴۲- قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۵۱، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۱۶۳، سورہ جمعہ، آیت نمبر ۲-
- ۴۳- قرآن حکیم، سورہ قمر، آیت نمبر ۵
- ۴۴- قرآن حکیم، سورہ نحل، آیت نمبر ۴۳
- ۴۵- قرآن حکیم، سورہ عنکبوت، آیت نمبر ۴۳
- ۴۶- غرائب البیان، ص ۲۳۰ حوالہ بخاری شریف
- ۴۷- قرآن حکیم، سورہ زمر، آیت نمبر ۹
- ۴۸- مسند امام اعظم، لاہور- ص ۳۷
- ۴۹- قرآن حکیم، سورہ نساء، آیت نمبر ۶۲
- ۵۰- قرآن حکیم، سورہ نساء، آیت نمبر ۸۳
- ۵۱- بخاری شریف، ج ۳، لاہور، باب نمبر ۱۲۱۶، ص ۸۶۷
- ۵۲- قرآن حکیم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۷، سورہ نساء، آیت نمبر ۱۶۲
- ۵۳- قرآن حکیم، سورہ نساء، آیت نمبر ۵۹
- ۵۴- بخاری شریف، ج ۳، لاہور، باب نمبر ۱۲۰۵، ص ۸۴۸
- ۵۵- قرآن حکیم، سورہ توبہ، آیت نمبر ۱۲۳، سورہ نساء، آیت نمبر ۸۳
- ۵۶- قرآن حکیم، سورہ عنکبوت، آیت نمبر ۶۹

- ۵۷ - قرآن حکیم، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۵۴
- ۵۸ - بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۰ (محمد علی ۵۰)
- ۵۹ - قرآن حکیم، سورہ نحل، آیت نمبر ۲۳
- ۶۰ - قرآن حکیم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۱۹
- ۶۱ - قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۳۵
- ۶۲ - قرآن حکیم، سورہ حج، آیت نمبر ۲۸
- ۶۳ - قرآن حکیم، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۳
- ۶۴ - فتاویٰ حدیثیہ، ص ۲۸۹، مواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۵۵؛ زر قانی، ج ۱، ص ۳۶ (حوالہ مصنف عبدالرزاق)
- ۶۵ - قرآن حکیم، سورہ نساء، آیت نمبر ۱۲۵
- ۶۶ - قرآن حکیم، سورہ نساء، آیت نمبر ۱۲۷، ۱۲۶
- ۶۷ - مشکوٰۃ شریف، کتاب المناقب، باب مناقب صحابہ، حدیث نمبر ۴
- ۶۸ - کتاب کا پانچواں باب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات اور دینی خدمات کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے، تفصیلی حالات وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ مسعود۔
- ۶۹ - امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۱۷۹ھ / ۷۹۵ء) کے پردادا ابو عامر مشرف باسلام ہو کر حضور انور ﷺ کی صحبت سے مشرف ہوئے، غزوہ بدر کے سوا تمام غزوات میں شریک رہے۔ آپ کے دادا ابو انس مالک بن ابی عامر کبار تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ مشہور قول کے مطابق آپ کی ولادت (م۔ ۹۳ھ / ۷۱۱ء) میں مدینہ طیبہ میں ہوئی۔۔۔۔۔ ابن شہاب زہری (م۔ ۲۳۳ھ / ۷۴۰ء)، امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۱۴۸ھ / ۷۶۵ء) وغیرہ آپ کے اساتذہ میں تھے۔ ساری زندگی مدینہ طیبہ میں گزاری، آپ نے ۸۰ سال کی عمر میں ۱۷۹ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ آپ نے عباسی

خلیفہ منصور (م۔ ۳۶۱ھ تا ۵۸۳ھ) کی فرمائش پر دس ہزار احادیث کا بہترین انتخاب المؤطا مدون فرمائی جو خلیفہ الہدی (م۔ ۵۸ھ / ۱۶۹ء) کے زمانے میں متداول تھی، آپ حدیث کے امام تھے اور رجال میں سند تھے۔ آپ کی فقہ مندرجہ ذیل علاقوں میں پھیلی، مدینہ طیبہ، مشرق اولیٰ، بصرہ، مشرق اقصیٰ، مصر، شمالی افریقہ اور اندلس میں مغرب اقصیٰ، سوڈان، بحرین، کویت، مراکش وغیرہ۔ مختلف ممالک میں مالکیہ کی تعداد ۴ کروڑ ہے۔ (دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ج ۱۸، ص ۷۲، ۳، مخلصا)

۷۰۔ امام شافعی علیہ الرحمہ (م۔ ۲۰۴ھ / ۸۱۹ء) کی ولادت (م۔ ۵۰ھ / ۷۶۷ء) میں غزہ (فلسطین) میں عقلمان میں ہوئی، چھن ہی میں یتیم ہو گئے۔ دس سال کی عمر میں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی المؤطا یاد کر لی تھی۔ پندرہ برس کی عمر میں فتوے کی اجازت مل گئی۔ تیرہ برس کی عمر میں حصول علم کے لئے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے، ان سے مؤطا پڑھتے رہے۔ امام مالک کے انتقال کے بعد مسلم بن خالد الزنجی (م۔ ۱۸۰ھ / ۷۹۶ء)، سفیان بن عیینہ (م۔ ۱۹۸ھ / ۸۱۳ء) اور علمائے حدیث سے حدیث و فقہ کی تحصیل کی بعد میں امام محمد بن حسن الشیبانی (م۔ ۱۸۹ھ / ۸۰۴ء) جیسے نامور فقیہ اور محدث کے گھرے مراسم ہو گئے جن کی کتابیں انہوں نے اپنے لئے نقل کیں۔ آپ مکہ مکرمہ، بغداد، مصر وغیرہ میں اپنے علم کی اشاعت کی۔ آپ کی علمی سرگرمیوں کے بڑے مراکز بغداد اور قاہرہ تھے۔ آپ نے (م۔ ۲۰۴ھ / ۸۲۰ء) میں وفات پائی۔ آپ نے اپنی کتاب الرسالہ میں اصول و طریقہ استدلال فقہ کی تحقیق کی۔ آپ کو اصول فقہ کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے آپ کے لئے فرمایا:-

اس قرشی نوجوان سے زیادہ کتاب اللہ کا فقہ میری نظر سے آج

تک کوئی نہیں گزرا۔

آپ کے بیشتر رسائل ”کتاب الام“ میں جمع کر دیئے گئے ہیں جو سات جلدوں میں (م۔ ۱۳۲۱ھ تا ۱۳۲۵ھ) قاہرہ سے شائع ہوئی۔ دوسری کتاب ”الرسالہ“ کا ولندیزی ترجمہ

۱۹۳۴ء میں مختصر اپیش کیا گیا پھر ۱۹۶۱ء میں مجید المزوری نے مقدمہ کے ساتھ انگریزی زبان میں ترجمہ شائع کیا۔ ۱۹۶۸ء میں محمد احمد علی نے اس کا اردو ترجمہ کراچی سے شائع کیا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو آپ کے تلامذہ میں شامل کیا جاتا ہے۔ (دائرة المعارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ج ۱۱، ص ۵۷۶ مخلصاً)

۷۱۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ (م۔ ۱۶۴ھ / ۷۸۰ء) میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ یہاں حدیث، فقہ اور علم لغت کی تحصیل کی پھر (م۔ ۱۷۹ھ / ۷۹۵ء) علم حدیث کے لئے وقف کر دیا اور اس کے لئے حجاز، عراق، یمن، شام وغیرہ کا سفر کیا۔ (م۔ ۱۸۳ھ / ۷۹۸ء) میں کوفہ میں گئے مگر زیادہ تر بھرے میں رہے، کئی حج کئے۔ مدینہ طیبہ کی مجاورہ سے مشرف ہوئے۔ بغداد میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد قاضی ابو یوسف (م۔ ۱۸۲ھ / ۷۹۸ء) کے درس میں شریک ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں محدث کبیر سفیان بن عیینہ (م۔ ۱۹۸ھ / ۸۱۳ء) بھی شامل ہیں۔ آپ درس و تدریس میں مشغول رہے، (م۔ ۲۹۱ھ / ۸۵۵ء) میں ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی، بغداد میں مدفون ہوئے۔ امام احمد بن حنبل مجتہد وقت تھے۔ نہ آپ صرف محدث ہیں اور نہ صرف فقیہ۔ ایسے محدث ہیں جس نے اپنے فقہ کی بنیاد احادیث پر رکھی۔

ایک خاص بات قابل توجہ ہے جس پر سعودی عرب کے حنبلی عقیدہ رکھنے والے عمل پیرا نہیں۔۔۔۔ تلفظ قرآن کے بارے میں حنبلی عقیدہ یہ ہے :-

جب لوگ قرآن پاک کی تلاوت یا اوراق کی کتابت کرتے ہیں تو قرآن ہر حالت میں حقیقت میں کلام الہی رہتا ہے کیونکہ کلام اور حقیقت اسی ذات کی طرف منسوب ہو سکتا ہے جس نے اسے وضع کیا ہے نہ اس شخص کی طرف جس نے اسے محض پہنچایا ہو یا ادا کیا ہو فان الکلام نضاف الی من قاله مبتدعاً لا من قاله مبلغاً مودیا (الواسطیہ، قاہرہ، ۱۳۶۶ھ، ص ۲۱-۲۲، مخلصاً) (دائرة معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ج ۲، ص ۶۱)

آل سعود کا مذہب حنبلی ہے پھر نہ جانے وہ کیوں قرآن کے معنی کو قرآن سمجھتے ہیں، الفاظ کو قرآن نہیں سمجھتے اور اس کی تعظیم و تکریم نہیں کرتے جب کہ ابتداء اسلام سے اس کی تعظیم و تکریم ہوتی چلی آئی ہے۔ قرآن حکیم کی تعظیم و تکریم نہ رہنا ہر مسلمان کے لئے نہایت افسوسناک اور تشویشناک ہے۔ مسعود۔

- ۷۲- یہاں ”مذہب“ سے مراد طرز تحقیق و طرز فکر ہے۔ دین نہیں، دین تو اسلام ہی ہے
- ۷۳- قرآن حکیم، سورہ نساء، آیت نمبر ۱۲۵
- ۷۴- قرآن حکیم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۱۶۴، سورہ جمعہ، آیت نمبر ۲
- ۷۵- تفصیلی حالات کے لئے مطالعہ کریں :-
- الطبقات الکبریٰ، ۶، ص ۳۶۸، تاریخ بغداد، ج ۳، ۳۲۳: المیزان، ج ۴، ص ۲۶۵،
- التمہذیب، ج ۱۰، ص ۴۴۹، تاریخ ابن معین، ج ۲، ص ۶۰۷، التقریب، ج ۲، ص ۳۰۳،
- النہرس، ص ۲۸۴-۲۸۵، سیر اعلام النبلاء، ج ۶، ص ۲۰۳، ۳۹۰
- ۷۶- محمد علی: امام اعظم اور علم حدیث، سیالکوٹ، ص ۱۴۶
- ۷۷- محمد علی صدیقی: امام اعظم اور علم الحدیث، لاہور ۱۹۸۱ء
- ۷۸- الاعلان بالتوبخ، ص ۹۲
- ۷۹- طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۴
- ۸۰- تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۱۴
- ۸۱- منهاج السنۃ، ج ۴، ص ۱۴۲
- ۸۲- معجم البلدان، ج ۲، ص ۶۴
- ۸۳- عقود الجمان فی المناقب الامام اعظم ابو حنیفہ العمان، ج ۱۳، ص ۳۲۶
- ۸۴- زید ابو الحسن فاروقی، سوانح بے بہائے امام اعظم، لاہور ۱۹۹۲ء، ص ۵۷
- ۸۵- اوجز المسالک، ج ۱، ص ۶۰
- ۸۶- مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۱۰
- ۸۷- ترمذی شریف، ص ۲۴۸
- ۸۸- مسلم شریف، ج ۲، ص ۴۲۴
- ۸۹- تاریخ بغداد، مصر ۱۹۳۱ء، ج ۱۳، ص ۳۲۶
- ۹۰- محمد علی: امام اعظم اور علم حدیث، سیالکوٹ، ص ۱۴۶، حوالہ الخیر الحسان والجوہر رعیہ، ج ۲، ص ۴۵۴

- ۹۱- مناقب کردری، ص ۶۴، تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۳۳
- ۹۲- محمد علی صدیقی، امام اعظم اور علم حدیث، ص ۱۰، حوالہ تاریخ بغداد
- ۹۳- کتاب الانساب، ص ۱۵۶
- ۹۴- اشارات المرام، ص ۲۰، زہرہ، ص ۲۷۵
- ۹۵- تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۷۹-۷۶
- ۹۶- تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۷۹
- ۹۷- ابو زہرہ، حیات حضرت امام ابو حنیفہ، ص ۱۷۰
- ۹۸- شرح مسند احمد، ص ۲۰
- ۹۹- مناقب الموفق، ج ۲، ص ۹۵
- ۱۰۰- جامع المسانید، ج ۲، ص ۳۰۸
- ۱۰۱- شاطبی، الموفقات، ج ۱، ص ۲۲
- ۱۰۲- منصور علی، فتح التین، گوجرانوالہ، ص ۲۸، حوالہ بخاری و مسلم
- ۱۰۳- دائرہ معارف اسلامیہ
- ۱۰۴- کتاب الاستغناء، ص ۵۷۳
- ۱۰۵- مسند امام اعظم، لاہور، ص ۳۶
- ۱۰۶- جلال الدین سیوطی، تہیض الصحیفہ، حوالہ سعیدی، ص ۶-۹
- ۱۰۷- سیوطی، تہیض الصحیفہ علی مناقب الامام ابو حنیفہ، حوالہ ابن ماجہ؛ عبدالرشید نعمانی، علم حدیث، ص ۱۵۸-۱۶۱
- ۱۰۸- ابو زہرہ، حیات حضرت امام ابو حنیفہ (ترجمہ اردو حریری) فیصل آباد ۱۹۸۸ء ص ۶۷
- ۱۰۹- صدر الائمہ، ج ۱، ص ۳۸
- ۱۱۰- صدر الائمہ، ج ۱، ص ۵۷
- ۱۱۱- مقدمہ اعلاء السنن، ص ۷۲

- ۱۱۲- مناقب ابو حنیفہ للذہبی، ص ۲۲
- ۱۱۳- ابن ندیم، ص ۲۰۱
- ۱۱۴- دائرہ معارف اسلامیہ، ص ۷۸۳
- ۱۱۵- حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ----
- عجب معاملہ ہے کہ امام ابو حنیفہ سنت کی پیروی میں سب سے پیش پیش ہیں حتیٰ کہ احادیث رسول کو احادیث مسند کی طرح متابعت کے لائق جانتے ہیں اور ان کو اپنی رائے پر مقدم کرتے ہیں اور اس طرح صحابہ کے قول کو حضرت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی شرف صحبت کے باعث اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں دوسروں کا حال ایسا نہیں۔۔۔۔۔ (شیخ امد سرہندی، جلد دوم، مکتوب نمبر ۵۵)
- ۱۱۶- امام ابو حنیفہ خود فرماتے ہیں: ----
- جب کوئی مسئلہ نہ کتاب اللہ میں ملے نہ سنت رسول اللہ میں تو میں اقوال صحابہ پر غور کرتا ہوں اور اقوال صحابہ کے سامنے کسی کے قول کو قابل اعتبار نہیں سمجھتا۔۔۔۔۔ (ابن عبد البر، الانتقاء، صحتی محمسانی: فلسفہ التشریح فی الاسلام، ص ۳۸)۔
- ۱۱۷- مؤطا امام مالک مقدمہ سعیدی، لاہور، ص ۳۴-۳۵
- ۱۱۸- سنن ابو داؤد، لاہور، پارہ ۲۳، حدیث ۱۹۶، ص ۷۸
- ۱۱۹- ماہنامہ نور اسلام، امام ابو حنیفہ نمبر، ص ۱۶۸
- ۱۲۰- علاؤ الدین حصکفی: الدر المختار شرح تنویر الابصار، حاشیہ رد المختار، ج ۱، ص ۲۷، ۲۸، مطبوعہ کوئٹہ
- ۱۲۱- الموفق مکی: مناقب الامام ابی حنیفہ، حیدرآباد دکن، ج ۱، ص ۱۶۰
- ۱۲۲- تاریخ بغداد، ج ۲۲، ص ۱۰۸ (خطیب بغدادی، م- ۵۲۶۳ / ۱۰۷۱ء)
- ۱۲۳- موفق بن احمد مکی (م- ۵۵۶۸ / ۱۱۷۲ء) مناقب موفق، ج ۲، ص ۱۳۳
- ۱۲۴- احمد رضا خان: الفضل الموبہبی فی معانی اذا صح الحدیث لھونذہبی، بریلی ۱۳۱۳ء: المیزان

الکبریٰ، ص ۷۵۸ مصر

۱۲۵- ملاحظہ فرمائیں :-

۱- ترمذی شریف، ج ۱، ص ۳۵

۲- ابن حزم ظاہری، المحلی، ج ۳، ص ۸۸

۳- ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۲۵

۴- نسائی، ج ۱، ص ۱۵۸

۵- ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۰۹

۶- ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۲۶

۷- شرح معانی الآثار، ج ۱، ص ۱۱۰

۸- عمدۃ القاری، ج ۵، ص ۲۷۲

۹- مسلم شریف، ج ۱، ص ۱۸۱

مسلم شریف کی حدیث میں حضور ﷺ نے رفع یدین کو ”زناہ خیل شمس“ یعنی پد کے ہوئے گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی ہے۔ آپ نے فرمایا ”اسکنوا فی الصلوٰۃ“، نماز میں سکون سے رہو۔۔۔۔۔ یعنی ہلو جلو نہیں گھوڑے کی دموں طرح ہاتھوں کو نہ ہلاؤ۔۔۔۔۔

۱۰- نصب الراية، ج ۱، ص ۳۰۳

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں حضور ﷺ نے رفع یدین کیا تو ہم نے کیا، جب ترک فرمادیا ہم نے بھی ترک کر دیا، (بدائع، ج ۱، ص ۲۰۷) کیسادل لگتا اصول ہے :-

۱۲۶- معجم المصنفین، ج ۲، ص ۵۵

۱۲۷- انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، ص ۷۸۳

۱۲۸- بخاری شریف، لاہور ۱۹۹۱ء، ج ۲، باب ۳۷/۱، ص ۷۹۷

۱۲۹- بخاری شریف، ص ۷۹۷

۱۳۰- زہری، ۳۶۳

۱۳۱- کشف الظنون، ج ۲، ص ۷۳۳

- ۱۳۲- کشف الظنون، ج ۲، ۱۲۸۷
- ۱۳۳- غلام رسول سعیدی، تذکرہ الحمدین، ص ۶۵
- ۱۳۴- الجواہر المظیہ، ج ۱، ص ۱۴۰
- ۱۳۵- ہدیۃ العارفين، ج ۱، ص ۸
- ۱۳۶- قرآن حکیم، سورۃ جمعہ، آیت نمبر ۲، ۳
- ۱۳۷- احمد بن محمد بن الصدیق الغماري الحسنی، اسلام اور عصری ایجادات (ترجمہ اردو احمد میاں برکاتی) مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۰ء
- ۱۳۸- قرآن حکیم، سورۃ جمعہ، آیت نمبر ۲، ۳
- ۱۳۹- بخاری شریف، لاہور ۱۹۹۱ء، ج ۲، ص ۹۷۳، حدیث نمبر ۸۸۹
- ۱۴۰- محمد علی الصابونی، صفوت التفسیر، جزء ۱۸، بیروت، ص ۵۱
- ۱۴۱- بخاری شریف، حدیث نمبر ۸۸۹: تبيين الصحيفه، ص ۵: خیرات الحسان، ص ۱۳-۱۵:
- الدار النشور، ج ۶، ص ۲۱۵: تفسیر خازن، ج ۴، ص ۲۶۳: تفسیر مظہری: ج ۹، ص ۲۷۵،
- روح المعانی، ج ۱۰، ص ۸۳: تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۳۶۳: تفسیر ابن جریر، ج ۱۲، ص ۶۲
- ۱۴۲- التعلیقات علی المناقب، ص ۸، حوالہ زہری، ص ۱۲۱
- ۱۴۳- زید ابوالحسن، فاروقی، سوانح بے بہائے امام اعظم ابو حنیفہ، لاہور ۱۹۹۹ء، ص ۵۷: حوالہ الجامع الصغیر للسیوطی
- ۱۴۴- مسلم شریف، ص ۵۹ (سورۃ ۱۲۳)
- ۱۴۵- قرآن حکیم، سورۃ نجم، آیت نمبر ۳-۴
- ۱۴۶- (الف) مشکوٰۃ شریف، لاہور، کتاب المناقب، باب جامع المناقب، حدیث نمبر ۱۷، ص ۲۷۱
- (ب) الخیرات الحسان، مقدمہ ثالثہ، ص ۱۵
- ۱۴۷- الخیرات الحسان، ص ۱۳-۱۵
- ۱۴۸- شاہ ولی اللہ، مکتوبات شریف، ص ۱۶

- ۱۴۹- شیخ احمد سرہندی، مکتوبات شریف، ج ۲، مکتوب نمبر ۱۷
- ۱۵۰- قرآن حکیم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۹۰، نساء، آیت نمبر ۱۲۵، نحل آیت نمبر ۱۲۳، آل عمران آیت نمبر ۶۷
- ۱۵۱- قرآن حکیم، سورہ نحل، آیت نمبر ۱۲۳
- ۱۵۲- ذر مختار، دہلی، ص ۳۵
- ۱۵۳- محمد علی صدیقی، امام اعظم اور علم الحدیث، لاہور ۱۹۱۱ء، ص ۱۲۹ حوالہ خیرات الحسان، ص ۶
- ۱۵۴- جلال الدین سیوطی، بیض الصحیفہ
- ۱۵۵- عبدالقیوم حقانی، دفاع امام ابوحنیفہ، لاہور ۱۴۰۸ء، ص ۳۹ حوالہ اخبار اہل خلیفہ اجمیری
- ۱۵۶- عبدالوہاب شعرانی، میزان شریعہ الکبریٰ، ج ۱، ص ۶۸
- ۱۵۷- الزرکلی، الاعلام، ج ۹، ص ۵
- ۱۵۸- ایضاً، ج ۹، ص ۵
- ۱۵۹- ایضاً، ج ۹، ص ۵
- ۱۶۰- شمس الدین ابو عبداللہ ذہبی، مناقب امی حنیفہ، مصر، ص ۲۷
- ۱۶۱- ابوالحسن زید فاروقی، سوانح بے بہا - م اعظم، لاہور ۱۹۹۱ء ص ۷۶ (ملخصاً)
- ۱۶۲- مناقب الامام اعظم، ج ۱، ص ۱۹۷
- ۱۶۳- تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۲۴۷
- ۱۶۴- ملا علی قاری، ذیل الجواہر، ج ۲، ص ۴۶۰
- ۱۶۵- مناقب موفق، ج ۲، ص ۱۴۸
- ۱۶۶- جامع البیان والعلم / الانتقاء، ص ۱۶۳
- ۱۶۷- مناقب موفق، ج ۲، ص ۴۸
- ۱۶۸- علی ہجویری، کشف المحجوب، لاہور، ص ۱۰۰-۱۰۱
- ۱۶۹- ایضاً، ص ۱۰۱

- ۱۷۰- ابن حجر مکی، الخیرات الحسان فی مناقب العمان، ص ۱۷۵
- ۱۷۱- شیخ احمد سرہندی، مکتوبات شریف، ج ۲، مکتوب نمبر ۵۵، ص ۲۰۰
- ۱۷۲- شاہ ولی اللہ، الانصاف، استانبول، ص ۲۲
- ۱۷۳- زید ابو الحسن فاروقی؛ سوانح بے بہائے امام اعظم ابو حنیفہ، ص ۲۲
- ۱۷۴- ابن نجیم المصری: الاشباہ والنظائر حوالہ شرح الاشباہ، ج ۱، ص ۲۷
- ۱۷۵- المنجد، کراچی، ص ۲۳۳
- ۱۷۶- لغات کشوری، لکھنؤ، ص ۱۶۰
- ۱۷۷- قرآن حکیم، سورہ روم، آیت نمبر ۳۰
- ۱۷۸- قرآن حکیم، سورہ ہنترہ، آیت نمبر ۱۳۵
- ۱۷۹- قرآن حکیم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۶۷
- ۱۸۰- قرآن حکیم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۹۵
- ۱۸۱- قرآن حکیم، سورہ ہینہ، آیت نمبر ۵
- ۱۸۲- قرآن حکیم، سورہ جمعہ، آیت نمبر
- ۱۸۳- بخاری شریف، ج ۲؛ حدیث نمبر ۸۸۹، ص ۹۷۳ (ترجمہ اردو لاہور ۱۹۹۱ء)
- ۱۸۴- عبدالغنی نابلسی، حدیقہ، ندیہ، ج ۱، ص ۸۲
- ۱۸۵- مقدمہ ابن خلدون، ص ۳۶۹
- ۱۸۶- امیر خسرو،
- ۱۸۷- شیخ احمد سرہندی، رد ردوافض، لاہور ۱۹۹۲ء، ص ۹
- ۱۸۸- مکی محمدصانی، فلسفہ شریعت اسلام، ص ۸۸
- ۱۸۹- شارر اناسیکلو پیڈیا آف اسلام، لیڈن ۱۹۶۱ء، ص ۱۳۱
- ۱۹۰- دائرہ معارف اسلامیہ، ص ۷۸۶
- ۱۹۱- ابو زہرہ مصری، حیات حضرت امام ابو حنیفہ (ترجمہ اردو) لاہور ۱۹۸۰ء ص ۶۹۵ ملخصاً

- ۱۹۲- شیخ احمد سرہندی، مکتوبات شریف، ج ۲، مکتوب نمبر ۵۵
- ۱۹۳- ابو زہرہ، حیات امام ابو حنیفہ، لاہور ۱۹۸۸ء، ص ۷۰۱، ۷۰۲
- ۱۹۴- ڈاکٹر صفی محمد صانی، فلسفہ شریعت اسلام، ص ۲۸
- ۱۹۵- نواب صدیق حسن خان، ترجمان وہابیہ، ص ۱۰؛ ثناء اللہ امرتسری، شیخ توحید، ص ۲۰، محمد حسین ہمالی، اشاعت السنۃ، ج ۷، شمارہ ۱۲، ص ۳۷۰
- ۱۹۶- مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان، باب الاعتصام، فصل نمبر ۲، حدیث نمبر ۳۵
- ۱۹۷- ایضاً فصل نمبر ۲، حدیث نمبر ۲۵
- ۱۹۸- ایضاً، باب الابارۃ والقضا، حدیث نمبر ۹
- ۱۹۹- قرآن حکیم، سورۃ نساء، آیت نمبر ۵۹
- ۲۰۰- مشکوٰۃ شریف، ج ۱، لاہور ۱۹۸۶ء
- ۲۰۱- مشکوٰۃ شریف ۲۸، مطبوعہ دہلی؛ مسلم شرح النووی، ج ۱، ص ۷۳
- ۲۰۲- مقالات سرسید، حصہ نہم (مرتبہ اسماعیل پانی پتی) لاہور، ۱۹۷۲ء، ص ۲۱۱-۲۱۲
- ۲۰۳- اشاعت السنۃ، لاہور، شمارہ ۹، ج ۸، ص ۲۶۲
- ۲۰۴- اشاعت السنۃ، لاہور، شمارہ ۷، ج ۹، ص ۲۰۵
- ۲۰۵- اشاعت السنۃ، لاہور، شمارہ ۲، ج ۱۱، ۱۸۵۷ء، ص ۲۳-۲۶
- ۲۰۶- ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک، ص ۲۹، ایوب قادری، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، کراچی، ۱۹۷۶ء، ص ۶۳-۶۷
- ۲۰۷- اشاعت السنۃ، شمارہ ۲، ج ۱۱، ۱۸۸۶ء، ص ۶۹
- ۲۰۸- مقالات سرسید، ج ۹، ص ۲۱۰-۲۱۲
- ۲۰۹- شواہد الحق، لاہور ۱۹۸۸ء، ص ۲۹
- ۲۱۰- اشاعت السنۃ، شمارہ نمبر ۸، ج ۱۹، ص ۲۵۲
- ۲۱۱- وحید احمد مسعود، سید احمد شہید کی صحیح تصویر، لاہور ۱۹۶۷ء؛ زید ابو الحسن فاروقی، مولانا

اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، دہلی ۱۹۸۴ء

۲۱۲- حسین احمد مدنی، نقش حیات، ۱۹۷۹ء کراچی، ج ۲، ص ۳۱۹ و دیگر ماخذ

۲۱۳- قرآن حکیم، سورۃ اعراف، آیت نمبر ۲

۲۱۴- محمد حلیم چشتی، حیات وحید الزماں، کراچی، ص ۱۰۲

۲۱۵- زید ابوالحسن فاروقی، سوانح بے بہائے امام اعظم ابو حنیفہ، لاہور ۱۹۹۱ء، ص ۲۲۹

۲۱۶- قرآن حکیم، سورۃ شمس، آیت نمبر ۸

۲۱۷- خط حکومت برطانیہ، نمبر ۳۸۶، مورخہ ۲۰ جولائی ۱۸۸۸ء، مام حکومت یوپی

۲۱۸- قرآن حکیم، سورۃ انعام، آیت نمبر ۱۱۹

۲۱۹- قرآن حکیم، سورۃ کف، آیت نمبر ۲۸

۲۲۰- قرآن حکیم، سورۃ نساء، آیت نمبر ۱۳۵

۲۲۱- قرآن حکیم، سورۃ مائدہ، آیت نمبر ۷

۲۲۲- قرآن حکیم، سورۃ محمد، آیت نمبر ۱۲، ۱۶، سورۃ انعام آیت نمبر ۵۶، سورۃ مائدہ، آیت نمبر ۴۹

۲۲۳- مشکوٰۃ شریف، کتاب المناقب باب مناقب صحابہ، فصل نمبر ۱، حدیث نمبر ۴

۲۲۴- قرآن حکیم، سورۃ عبس، آیت نمبر ۱۳، سورۃ حجر، آیت نمبر ۸؛ سورۃ واقعہ، آیت نمبر ۵۶؛

سورۃ بروج آیت نمبر ۲۱؛ سورۃ ہینہ، آیت نمبر ۲۔

نوٹ :- ایک کام اور کیا جا رہا ہے، سارے ملک میں تعلیم القرآن کا جال بچھا کر اس کی آڑ میں اپنے

مخصوص عقائد پھیلانے جا رہے ہیں، جو اس کے لئے تیار نہیں، اس کو قرآن پڑھانے سے

انکار کر دیا جاتا ہے۔

۲۲۵- معلمات کا جال بھی بچھایا جا رہا ہے، ان کو عالمہ فاضلہ ظاہر کیا جاتا ہے جب کہ دین کے بارے

میں ان کی معلومات نہایت ہی محدود ہوتی ہیں۔ چونکہ خطاب ایسی خواتین سے ہوتا ہے جو

دین کا علم نہیں رکھتیں اس لئے چپ چپ سنتی رہتی ہیں، ایک خاتون معلمہ نے فرمایا کہ

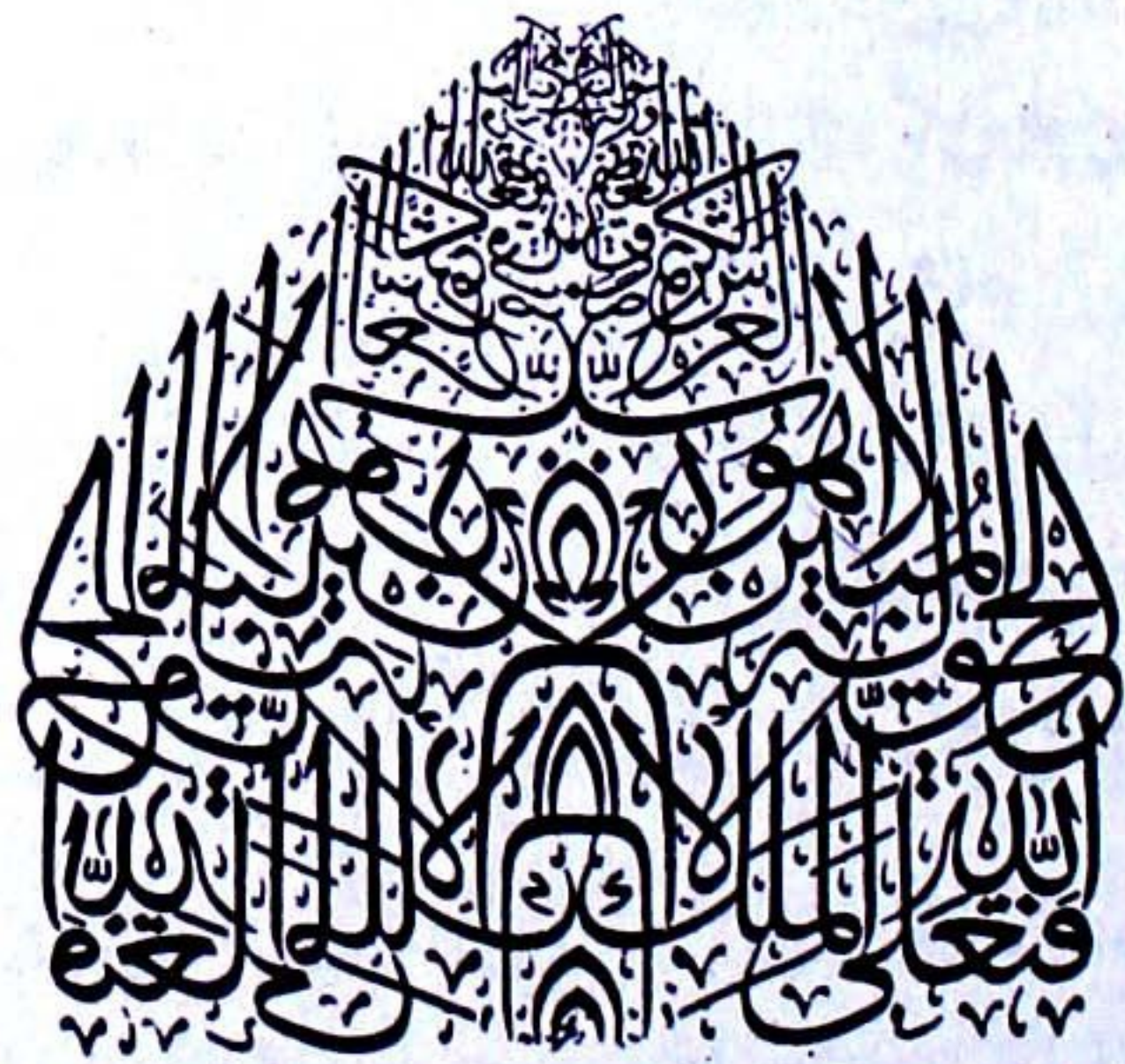
”قیام“ کو حضور ﷺ نے پسند نہیں فرمایا، حدیث میں آتا ہے کہ جب حضور ﷺ تشریف لائے اور امام ابو حنیفہ اٹھے تو حضور ﷺ رونے لگے، ---- معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ---- حضور انور ﷺ نے ۱۱ھ میں پردہ فرمایا اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ۱۵۰ھ / ۷۶۷ھ میں ---- اس کھلی حقیقت کے باوجود خاتون نے اپنی بات ہانے کے لئے یہ حدیث گھڑی ---- اس خاتون کو نہیں معلوم جو حضور ﷺ سے غلط بات منسوب کرے اس کا ٹھکانہ بفقوائے حدیث شریف جنم ہے ---- آپ نے ملاحظہ فرمایا کس بے ڈھنگے طریقے سے مومنین کو سلام و قیام سے روکا جاتا ہے حالاں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا آخری عمل یہی تھا، مرد وزن، بچے بوڑھے سب نے باری باری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور صلوة و سلام پیش کیا پھر آپ کو لحد میں اتار دیا گیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) ----

۲۲۶- مشکوٰۃ شریف، کراچی، ص ۳۰، سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب السواد الا عظم، ص ۳۰۳۔

۲۲۷- قرآن حکیم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۱۰۳

۲۲۸- قرآن حکیم، سورہ آیت نمبر

۲۲۹- قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۳۰



ماخذ و مراجع

- ۱- قرآن حکیم
 - ۲- ابن حجر مکی
 - ۳- ابن الطلاع الاندلسی
 - ۴- ابن عبدالبر القرطبی
 - ۵- ابن عبدالبر القرطبی
 - ۶- ابن قیم
 - ۷- ابراہیم شاہ طبری
 - ۸- ابوالحسن زید فاروقی
 - ۹- ابوالحسن زید فاروقی
 - ۱۰- ابوزہرہ
 - ۱۱- ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی
 - ۱۲- ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری
 - ۱۳- احمد بن محمد بن الصدیق الغماری الحسنی
- الخیرات الحسان فی مناقب السعمان
 : اقصیۃ الرسول (تحقیق و تحشیہ ضیاء
 الرحمن اعظمی)، منصورہ، لاہور
- : جامع بیان العلم و فضلہ، مصر
 : انتقانی الائمة الثلثة الفقہاء، قاہرہ،
 ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء
 : اعلام الموقعین، مصر
 : الموافقات، مصر
 : سوانح بے بہائے امام اعظم ابو حنیفہ،
 لاہور ۱۹۹۲ء
 : مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان،
 دہلی ۱۹۸۴ء
 : حیات حضرت امام ابو حنیفہ
 (ترجمہ غلام احمد حریری)
 ملک سنز، فیصل آباد ۱۹۸۰ء
- : سنن ابو داؤد، لاہور، ۱۹۸۵ء
 : مشکوٰۃ شریف، جلد اول، لاہور ۱۹۸۶ء
 : اسلام اور عصری ایجادات
 (ترجمہ اردو احمد میاں برکاتی)،

- لاہور ۱۹۸۰ء
- ۱۴- احمد سرہندی : مکتوبات امام ربانی، امرتسر،
- ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۲ء
- ۱۵- احمد سرہندی : ردّ و افض، لاہور ۱۹۹۲ء
- ۱۶- الموفق مکی : مناقب الامام الہی حنیفہ، حیدرآباد دکن
- ۱۷- ایوب قادری : جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، کراچی ۱۹۷۶ء
- ۱۸- جمیل احمد شرقپوری : تذکرہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ،
- کراچی ۱۹۸۶ء
- ۱۹- حافظ بن علی الخطیب البغدادی : تاریخ بغداد، جلد نمبر ۱۳، مصر، ۱۹۳۱ء
- ۲۰- حسین احمد، مولوی : نقش حیات، جلد نمبر ۲، کراچی ۱۹۷۹ء
- ۲۱- دائرۃ معارف اسلامیہ : پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- ۲۲- سر سید احمد خاں : مقالات سر سید (نشاۃ ثانیہ)
- ۲۳- شارٹز اناسائیکلو پیڈیا : لیڈن ۱۹۶۱ء
- ۲۴- شمس الدین ابو عبد اللہ ذہبی : مناقب الہی حنیفہ، مصر
- ۲۵- الصحیفۃ الصحیحہ موسوم بہ صحیفہ ہمام بن منبہ : مکتبہ نشاۃ ثانیہ، معظم شاہی مارکیٹ،
- (مرتبہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، پیرس)
- ۲۶- عبد القادر احمد القرشی : حیدرآباد دکن، ۱۹۵۶ء
- ۲۷- علی محمد الآمری : الجواہر المضمیہ، جلد نمبر ۱، حیدرآباد
- ۲۸- علی ہجویری، سید : الاحکام فی اصول الاحکام، مصر ۱۹۱۲ء
- ۲۹- غلام رسول سعیدی : کشف الحجب، لاہور
- ۳۰- محمد حلیم چشتی : تذکرہ الحدیثین، کراچی
- ۳۱- محمد علی الصابونی : حیات و حید الزماں، کراچی
- صفوۃ التفاسیر، جزء ۱۸، بیروت

: امام اعظم اور علم حدیث، سیال

کوٹ ۱۹۸۱ء

: آخری پیغام، کراچی ۱۹۹۸ء

: (ترجمہ و تشریح دوست محمد شاکر)،

لاہور

: فتح المبین، گوجرانوالہ

: سید احمد شہید کی اصلی تصویر،

لاہور ۱۹۶۶ء

: حجۃ اللہ البالغہ، مصر ۱۳۵۳ھ /

۱۹۳۴ء

: ازالۃ الخفاء، بریلی ۱۲۸۶ھ /

۱۸۶۹ء

: الانصاف فی بیان سبب الاختلاف،

دہلی ۱۹۳۵ء

: شواہد الحق، لاہور ۱۹۸۸ء

۳۲- محمد علی صدیقی

۳۳- محمد مسعود احمد

۳۴- مسند امام اعظم

۳۵- منصور علی

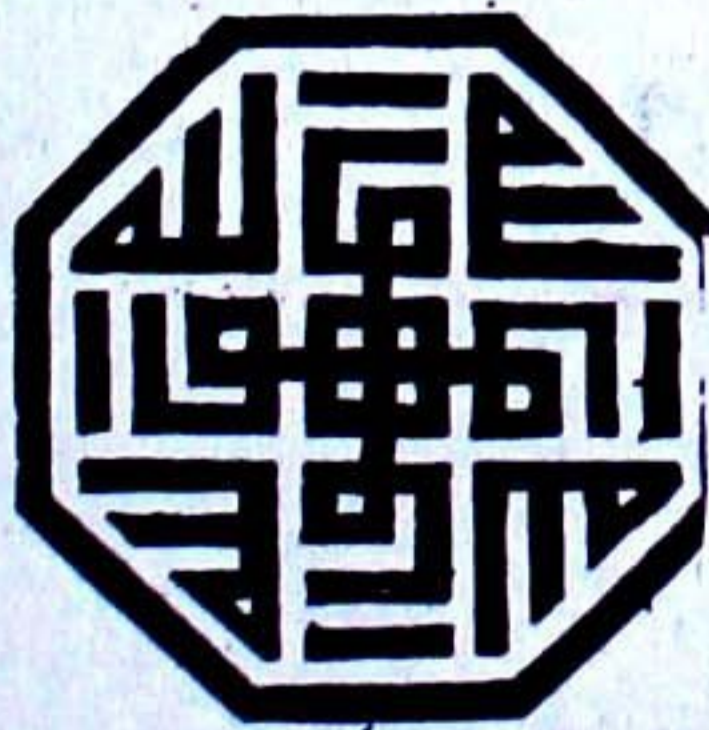
۳۶- وحید احمد مسعود بدایونی

۳۷- ولی اللہ شاہ

۳۸- ولی اللہ شاہ

۳۹- ولی اللہ شاہ

۴۰- یوسف بن اسماعیل نبھانی



اللہ عزوجل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
خَلَقَ الْمَوَدَّاتِ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
خَلَقَ الْمَوَدَّاتِ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
خَلَقَ الْمَوَدَّاتِ



الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدانا لِهذا وَكَانَ الْاِيمَانُ

مختصر بر سر کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بلوغ الاحسان بحکامہ

کشف اللہ عنہ بحکامہ

حسبہ حرمہ بحکامہ

عقوبہ بحکامہ

عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

کلام شیخ سعیدی

کتبہ گوہر علم



